http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۸ | ۷ تا ۱۳ جمادی الاول ۱۴۲۰ھ مطابق ۲۰ تا ۲۶ اگست ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۱۳

انگریز کا پالا ہوا خود کاشتہ پودا

ازدواجی رشتوں کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ

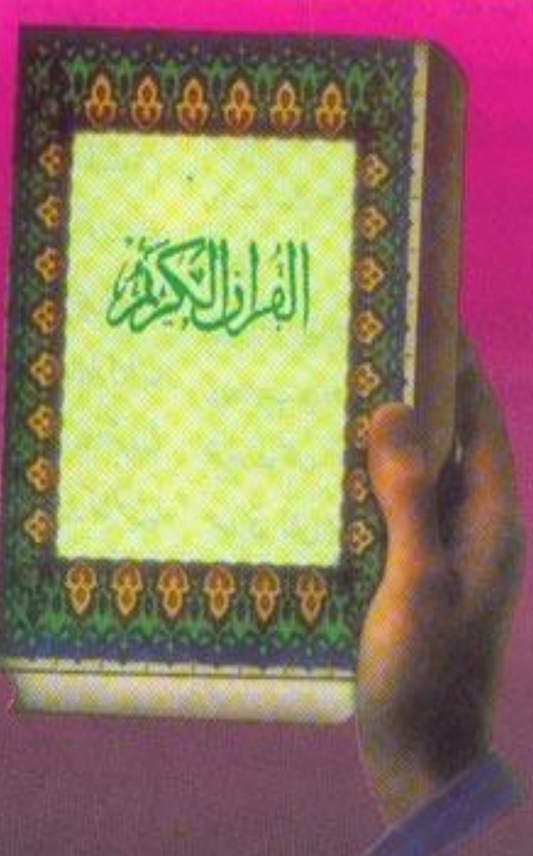

قرآنی آیات پر مرزائی اعتراضات اور اُن کا جواب

اسلام میں علم کا مقام و مرتبہ

قیمت: ۵ روپے

سجدہ تلاوت صاحب تلاوت خود کرے، نہ کہ کوئی دوسرا

س...... قرآن خوانی کرواؤں اور پھر جب تمام قرآن ختم کرلیا جائے تو ایک عورت ان سب کے سجدے (جو ۱۴ ہیں) ادا کردیتی ہے آپ وضاحت فرمائیں کہ جہاں سجدہ آئیں وہیں کیا جائے؟ یا علیحدہ ایک ساتھ سب سجدے ادا کرلئے جائیں؟ کیا کوئی قید یا پابندی تو نہیں ہے؟

ج...... قرآن کریم کے کئی سجدے اکٹھے کرنا بھی جائز ہے مگر جس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہو اسی کے ادا کرنے سے سجدہ ادا ہوگا، کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ سجدہ ادا نہیں کرسکتا۔ آپ نے جو لکھا ہے کہ ایک عورت ان سب کے سجدے ادا کردیتی ہیں۔ تلاوت کرنے والوں کے ذمہ سجدہ تلاوت بدستور واجب ہے۔

سورۃ سجدہ کی آیت کو آہستہ پڑھنا چاہئے نہ کہ پوری سورۃ کو

س...... قرآن مجید میں ایک سورۃ سجدہ ہے اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس پوری سورۃ کو دل میں پڑھے؟

ج...... اس سورۃ میں جو سجدہ کی آیت آتی ہے اس کو دوسروں کے سامنے آہستہ پڑھے پوری سورۃ دل میں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

خون کا عطیہ کا اہتمام کرنا اور مریضوں کو دینا شرعاً کیسا ہے:

س...... ہم لوگ میڈیکل کالج میں ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور چونکہ تیسرے اور چوتھے سال سے ہمارا تعلق براہ راست مریضوں کی دیکھ بھال سے ہوجاتا ہے۔ جس میں ہم لوگوں نے محسوس کیا کہ بہت سارے مریض غربت کی وجہ سے اپنا علاج معالجہ صحیح طور پر نہیں کراسکتے اور نہ ہی دوائیاں وغیرہ خرید سکتے ہیں۔ اس لئے ہم لوگوں نے ایک امدادی جماعت "پیشنٹ ویلفیئر ایسوسی ایشن" (مریضوں کی امدادی جماعت) کے نام سے بنائی ہے۔ جس میں ہم مختلف لوگوں سے چندہ وغیرہ لے کر دوائیاں خریدتے ہیں اور پھر خود مریضوں کو مہیا کرتے ہیں۔ اب ہماری اس انجمن نے اپنے کالج میں "بلڈ بنک" بنانا شروع کیا ہے۔ جس میں ہم خون جمع کرکے رکھا کریں گے تاکہ جاں بلب مریضوں کو خون پہنچا سکیں۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوگا کہ ہم اس مریض کے کسی رشتہ دار سے خون لے کر اپنے بنک میں رکھ لیا کریں گے اور اس مریض کے نمبر کا خون اس مریض کو مہیا کردیا کریں گے۔ کیا اس طرح ہم لوگوں کا مریضوں کے لئے خون جمع کرنا اور پھر مریضوں کو مہیا کرنا شریعت کے مطابق درست ہے یا نہیں اور ہم طلبہ کو اس کام کا ثواب ملے گا؟

ج...... اضطرار کی حالت میں مریض کی جان بچانے کے لئے خون دینا جائز ہے اور اسی ضرورت کے پیش نظر خون مہیا رکھنا اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے اور خدمت خلق جبکہ حد جواز کے اندر ہو، ظاہر ہے کہ بڑے ثواب کا کام ہے۔

منت کا ایک ہی روزہ رکھنا ہوگا یا دو:

س...... کسی آدمی نے منت مانی تھی کہ میرا فلاں کام پورا ہوگیا تو میں ہر سال محرم کے مہینے میں یا کسی اور مہینے میں ایک روزہ رکھوں گا۔ اس کی منت پوری ہوگئی۔ روزہ تو وہ ہر سال اپنے مقررہ مہینہ میں رکھتا ہے مگر بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ منت کا روزہ اکیلا ایک نہیں رکھا جاتا۔ دو لگاتار رکھے۔

برائے مہربانی اس سلسلے میں ازروئے شریعت روشنی ڈالیں تاکہ شک دور ہو۔ اگر دو روزے لگاتار رکھنے تھے تو گزشتہ جتنے سالوں کے روزے رکھے ہوں ان کا کفارہ کس طرح ادا کیا جائے؟

ج...... اگر ایک ہی روزہ کی منت مانی تھی تو ایک روزہ واجب ہے دوسرا مستحب۔ اس کی قضا رکھنے کی ضرورت نہیں۔

صدقہ میں بہت سی قیود لگانا درست نہیں:

س...... کیا صدقہ میں کالا مرغا یا کسی رنگ و نسل کا مرغا دینا جائز ہے۔ اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... جو چیز رضائے الٰہی کے لئے فی سبیل اللہ دی جائے وہ صدقہ کہلاتی ہے۔ نفلی صدقہ کم یا زیادہ اپنی توفیق کے مطابق آدمی کرسکتا ہے۔ صدقہ سے بلائیں دور ہوجاتی ہیں، صدقے میں بکرے یا مرغ کا ذبح کرنا کوئی شرط نہیں اور نہ کسی رنگ و نسل کی قید ہے، بعض لوگ جو اس قسم کی قیود لگاتے ہیں وہ اکثر بد دین ہوتے ہیں۔

○

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
بانی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

جلد ١٨ | ٧ تا ١٣ جمادی الاول ١٤٢٠ھ مطابق ٢٠ تا ٢٦ اگست ١٩٩٩ء | شمارہ ١٣

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مولانا محمد علی جالندھریؒ
مولانا لال حسین اخترؒ
مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مولانا محمد حیاتؒ
مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
مولانا محمد شریف جالندھریؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

قانونی مشیر

حشمت حبیب ایڈووکیٹ

مارکیٹنگ ڈائریکٹر

آرشد خرم

کمپیوٹر کمپوزنگ

فیصل عرفان

اس شمارے میں

الحمدللہ اٹھارھویں ختم نبوت کانفرنس میں چناب نگر ختم نبوت کی شرکت	(اداریہ)	4
قرآنی آیات پر مرزائی اعتراضات اور ان کا جواب	(مولانا محمد اسمٰعیل)	6
ازدواجی رشتوں کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ	(ریحان خان پشاور)	9
انگریز کا دلال یا خود کاشتہ پودا	(محمد اشرف بہاولپور)	11
قادیانی منتقیں (آخری قسط)	(پروفیسر منور احمد ملک)	14
اسلام میں علم کا مقام و مرتبہ	(جناب محمد صدیق فضل)	19
پردہ	(بنت عبدالرحمٰن)	20
اظہار خیال یا تذکیر خیال	(زاہد منیر عامر)	22

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ٧٠ ڈالر — یورپ، افریقہ: ٩٠ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ٦٠ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ٥ روپے — سالانہ ٢٥٠ روپے — ششماہی ١٢٥ روپے — سہ ماہی ٧٥ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بنک پرانی نمائش اکاؤنٹ نمبر ٢٨٧/٩ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر
جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون ٧٧٨٠٣٣٧ فیکس ٧٧٨٠٣٤٠

مرکزی دفتر
حضوری باغ روڈ، ملتان
فون ٥١٤١٢٢ - ٥٨٣٤٨٦ فیکس ٥٤٢٢٧٧

لندن آفس
35 STOCKWELL GREEN
LONDON. SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ! چودھویں ختم نبوت کانفرنس میں جاں نثاران ختم نبوت کی جوش و خروش سے شرکت

چودھویں ختم نبوت کانفرنس ۸/ اگست بروز اتوار منعقد ہوئی۔ مولانا منظور احمد الحسینی' طٰہٰ قریشی' مولانا محمد اکرم طوفانی نے دو تین ماہ کی محنت سے کانفرنس کی تیاری کی' بعد ازاں شیخ المشائخ امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم' نائب امیر مرکزیہ مرشد کامل حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم' شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' ایڈیٹر ماہنامہ "لولاک" صاحبزادہ طارق محمود نے انگلینڈ کے مختلف شہروں کا تفصیلی دورہ کیا' ایک ایک مسجد میں مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت سے آگاہ کیا' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان اکابرین اور علماء کرام کی آواز پر مسلمانان برطانیہ نے بھرپور شرکت کی' ہفتہ کی شام سے ہی برمنگھم میں رونق شروع ہو گئی تھی' مقامی علماء اور جمعیت علماء برطانیہ کے اشتراک سے جامع مسجد حمزہ ووڈاسٹاک میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور مولانا اللہ وسایا کی تقاریر ہوئیں' حضرت اقدس دامت برکاتہم اور دیگر تمام علماء کرام شریک ہوئے' قاری قمر الزمان صاحب' مولانا ابراہیم سیالکوٹی' مولانا عزیز الرحمٰن توحیدی' مولانا خورشید' مولانا امداد اللہ قاسمی' حاجی معصوم' مولانا سلیم خان' مفتی شبیر احمد' مولانا فاروق وغیرہ نے کانفرنس کے انتظامات کی ذمہ داری سنبھالی۔ ۸/ اگست کی صبح ۸ بجے سے ان کارکنوں نے تمام انتظامات سنبھال لئے' صبح دس بجے سے پہلے مسجد میں تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے۔ پارکنگ میں رہنمائی کے لئے رضاکاروں کا تقرر اور مہمانوں کے استقبال کے لئے علماء کرام موجود تھے' اسی طرح اسٹال والوں نے اپنے اسٹال وغیرہ لگائے' دس بجے سے پہلے کوچوں کی آمد شروع ہو گئی تھی' ساڑھے دس بجے امیر مرکزیہ کی اجازت سے دارالعلوم کراچی کے استاد القراء قاری عبدالملک کی تلاوت اور نعت خوانی سے کانفرنس کا آغاز ہوا' اس کے بعد طٰہٰ قریشی نے ختم نبوت زندہ باد نظم پڑھی' مولانا منظور احمد الحسینی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تجزیہ پیش کیا' بعد ازاں مولانا بہاء الدین صاحب نے اس کا ترجمہ پیش کیا' اس کے بعد مفتی منیر احمد اخون نے حضور اکرم ﷺ کی عظمت بیان کی' اور حضور پاک ﷺ کے ساتھ خصوصی نسبت پر زور دیا' اس کے بعد طٰہٰ قریشی صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مستقبل کے تفصیلی پروگراموں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ انٹرنیٹ میں تفصیلی مضامین اور نوجوانوں کے لئے انگلش' جرمن اور فرانسیسی میں مزید لٹریچر فیڈ کیا جائے گا اور ریفریشر کورس شروع کئے جائیں گے' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی دامت برکاتہم نے مہدی علیہ الرضوان کی تشریف آوری اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے متعلق تفصیل سے بیان فرمایا' مولانا زاہد الراشدی صاحب نے طالبان حکومت اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور اسامہ بن لادن کے خلاف امریکی عزائم پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ مذہبی قوتیں متحد ہو کر ان اقدامات کا مقابلہ کریں' مولانا اشرف علی جانشین شیخ الاسلام نے قادیانیت کے رد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو خراج تحسین پیش کیا' پہلی نشست حضرت امیر مرکزیہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

دوسری نشست کا آغاز قاری عبدالملک کی تلاوت سے ہوا' دارالعلوم کے قاری مختار احمد نے نعت شریف پیش کی' حافظ احمد عثمان ایڈووکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تمام نوجوان نسل کو قادیانیت کا تعاقب کرنا چاہئے' مولانا محمد اکرم طوفانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسل کو گمراہ کیا جا رہا ہے' اس لئے مسلمانوں کو اس کی فکر کرنی چاہئے' مولانا نذیر احمد نے خطاب کرتے ہوئے مسلمانوں کو اسلامی تشخص اجاگر کرنے اور گمراہی سے بچانے پر زور دیا' جانشین شیخ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد اسعد مدنی صاحب نے تفصیل سے ہندوستان میں قادیانیت کی شرارت' سرگرمیوں' مرزا غلام احمد قادیانی کی مکاری اور دجل و فریب کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ دارالعلوم کا شعبہ ختم نبوت اور جمعیت علماء ہند مل کر اس فتنہ کا بھرپور مقابلہ کر رہے ہیں' انہوں نے کہا کہ نئی نسل کو سرکاری اسکولوں میں تباہ کیا جا رہا ہے اور مکمل طور پر کفر کی طرف دھکیلا جا رہا ہے' اس لئے مسلمانوں کے لئے اس کا سدباب کرنا ضروری ہے' ورنہ اپنی اولاد کو کفر میں دھکیلنے کے جرم میں اللہ تعالیٰ کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی تو کجا شریف آدمی کہلانے کے بھی لائق نہیں' مسلمانوں کو اس کے خلاف قلمی اور لسانی جہاد کرنا چاہئے' انہوں نے طالبان کو خراج تحسین پیش کیا۔ قاری خلیل احمد بندھانی نے عقیدۂ ختم نبوت پر روشنی

ڈالی‘ مولانا عبدالغفور حیدری نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور قومی اسمبلی میں ۱۹۷۴ء میں ہونے والی کارروائی پر روشنی ڈالتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی وضاحت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کو آئین کا پابند بنائے‘ انہوں نے امریکہ کی جانب سے طالبان اور اسامہ بن لادن کے خلاف جارحیت کی مذمت کرتے ہوئے جمعیت علمأ اسلام کے کردار پر روشنی ڈالی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ جے یو آئی اس سلسلے میں جہاد سے دریغ نہیں کرے گی۔ شاہین ختم نبوت نے قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کیا‘ آخر میں حضرت اقدس دامت برکاتہم کی تفصیلی دعأ پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

اس کانفرنس میں پاکستان سے حافظ عبدالقیوم نعمانی‘ مولانا عبدالمجید ہزاروی‘ مولانا عزیزالرحمٰن رحمانی‘ مولانا محمد طیب نقشبندی‘ حکیم محمد رفیق‘ مولانا اکرام الحق خیری‘ مفتی خالد محمود‘ مولانا شمس الحق مشتاق‘ مولانا نصیب الرحمٰن‘ قاری عمر خطاب‘ مولانا محمد شعیب‘ مولانا رشید احمد درخواستی‘ حافظ محمد ایوب‘ حافظ محمد جاوید‘ صاحبزادہ عتیق الرحمٰن لدھیانوی‘ صاحبزادہ سعید احمد‘ صاحبزادہ مولانا محمد یحیٰی لدھیانوی‘ مفتی خلیق احمد اخون‘ شاہنواز‘ علیم احمد‘ حکیم عبدالکریم معرفانی‘ حافظ شبیر احمد‘ قاری محمد صدیق‘ مولانا ہارون مطیع اللہ۔ بیلجیئم سے مولانا قاری عبدالحمید‘ جرمنی سے مولانا مشتاق الرحمٰن‘ انگلینڈ سے مفتی مقبول احمد‘ مولانا عبیدالرحمٰن‘ مولانا محمد اسلم زاہد‘ مولانا جمیل احمد‘ مولانا محمد حسن‘ مولانا قاری ہاشم‘ مولانا محمد آدم‘ مولانا محمد الیاس‘ مولانا شعیب‘ مولانا محمد خورشید‘ مولانا عبدالرشید ربانی‘ مولانا مفتی محمد اسلم‘ مولانا محمد قاسم‘ مولانا بہأ الدین‘ مولانا ابراہیم‘ مولانا امداداللہ قاسمی‘ مولانا لطف الرحمٰن‘ مولانا ثمیر الدین‘ مولانا عبدالجلیل‘ مولانا عبدالرؤف‘ مولانا اسمٰعیل بھروچہ‘ مولانا اسمٰعیل ترکیری‘ مولانا سلیم دہرات‘ مفتی شبیر احمد‘ مولانا عزیزالحق‘ مولانا عمران جہانگیری‘ مولانا ابراہیم راجہ‘ مولانا اسمٰعیل راجہ‘ مولانا احمد سیدات‘ مولانا فضل حق‘ مولانا منور حسین سورتی‘ مولانا گلزار احمد‘ مفتی فہیم‘ مولانا یوسف صوفی‘ مولانا سلیمان‘ مولانا فضل داد‘ مولانا ریاض الحق‘ مولانا زبیر‘ مولانا ابراہیم پانچ بھایہ‘ مولانا محمد کمال‘ مولانا محمد شریف‘ مولانا سلیم خان‘ مولانا عزیزالرحمٰن‘ قاری قمرالزماں‘ مولانا محمد عارف‘ مفتی محمد شبیر‘ مولانا محمد فاروق‘ مولانا ضیأالحسن طیب‘ مولانا منصور‘ قاری محمد ارشد‘ مولانا محمد اکرم‘ مولانا محمد صادق ظفر‘ مولانا محمد ریاض‘ حافظ فاروق ملا‘ مولانا محمد نگین‘ حافظ اکرام‘ مولانا محمد ایوب ولی‘ مولانا محمد نعیم‘ حافظ محمد شفیق‘ مولانا محمد اسلم‘ قاری اسمٰعیل‘ حافظ عبدالرحمٰن‘ مولانا نورالاسلام‘ حافظ عبدالکریم‘ حافظ عبدالمجید‘ مولانا اکرم‘ حافظ اکرام الحق ربانی‘ مولانا عبدالرشید رحمانی‘ مولانا غلام حسین‘ مولانا عبدالاول‘ مولانا محمد ادریس‘ مولانا محمد بھاٹا‘ مولانا عیسیٰ منصوری‘ مولانا محمد اشرف قریشی‘ مولانا یوسف کارا‘ مولانا محمد ایوب سورتی‘ مولانا عبدالرشید میمن‘ مولانا محمد حنیف‘ مولانا فاروق‘ مولانا اسمٰعیل دہرات‘ مفتی عبدالمنان‘ مولانا عباس‘ مولانا جہانگیر‘ مولانا محمد حبیب‘ قاری اسمٰعیل سورتی‘ مولانا اورنگزیب‘ قاری ایوب‘ مولانا ہاشم‘ مولانا عبدالرحیم‘ مفتی شبیر احمد‘ مفتی اسمٰعیل راجہ‘ حافظ محمد ازہر‘ محمد انور‘ مولانا عبدالقادر‘ مولانا عبدالباری‘ قاری عبداللہ صاحب شریک ہوئے۔

اس سال کانفرنس میں شرکت سابقہ تمام کانفرنسوں کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی‘ مسجد اور اطراف کے تمام علاقے مسلمانوں سے بھرے ہوئے تھے‘ ہر شخص اکابرین کو خراج عقیدت پیش کر رہا تھا کہ اس سال کی جدوجہد سے اتنے مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کے سلسلے میں جمع ہوئے اور اکابرین فرما رہے تھے کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم‘ عقیدۂ ختم نبوت کی برکت اور مسلمانوں کی عقیدۂ ختم نبوت اور حضور اکرم ﷺ سے وابستگی کی دلیل ہے‘ جاں نثاران ختم نبوت کا جوش و خروش قابل دید تھا‘ باربار عقیدۂ ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگا رہے تھے‘ مختلف الخیال افراد کا مجمع ہونے کے باوجود کسی قسم کی بد نظمی پیدا نہیں ہوئی‘ اسٹیج پر اکابر دیوبند کے ہر مشرب کے علمأ اسلام کانفرنس کو رونق بخش رہے تھے‘ جس کی وجہ سے علمأ حق کی حقانیت اور بے نفسی کا اظہار ہو رہا تھا‘ کانفرنس میں زیادہ تر قادیانیت کے بارے میں اظہار تشویش کیا گیا‘ بعض مقررین نے طالبان اور اسامہ بن لادن اور امریکی عزائم کا ہلکا سا تذکرہ کیا‘ کانفرنس میں نئی نسل کی رہنمائی کے لئے تین مقررین مولانا بہأ الدین‘ مولانا ریاض الحق اور مولانا فضل داد نے انگریزی میں تقریریں کیں۔ کانفرنس میں توقع ظاہر کی گئی کہ قادیانیت برطانیہ اور یورپ سے جلد ختم ہو جائے گی‘ کانفرنس کی کامیابی پر حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر اکابرین کی جانب سے مفتی محمد جمیل خان نے مسلمانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے مبارک باد دی‘ اور اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کیا ہر شخص کا چہرہ کانفرنس کی کامیابی پر خوشی سے دمک رہا تھا‘ یہ کانفرنس انشأاللہ یورپ کے مسلمانوں اور نئی نسل کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اہم سنگ میل ثابت ہو گی۔ حضرت اقدس نے جمعیت برطانیہ‘ دارالعلوم بری‘ جامعہ اسلامیہ مانچسٹر‘ جامعہ الکوثر اور تمام مساجد کے ائمہ خاص کر برمنگھم مسجد کے علمأ کرام کا خصوصی طور پر شکریہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین)

قرآنی آیات پر مرزائی اعتراضات اور اُن کا جواب

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

عقیدۂ ختم نبوت مسلمانانِ عالم کا اجماعی عقیدہ ہے' بلکہ اسلام کی اساس و بنیاد ہے کیونکہ قرآن پاک کی تقریباً ایک سو آیات اس مسئلہ پر روزِ روشن کی طرح یہ دلالت کر رہی ہیں نیز رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ ذخیرہ احادیث میں تقریباً دو سو دس احادیث ایسی ہیں جن میں مسئلہ ختم نبوت کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سب سے پہلا اجماع مسئلہ ختم نبوت پر ہوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے لے کر آج تک امت مسلمہ اسی اجماعی عقیدہ پر پابند چلی آ رہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خداوند قدوس کے آخری نبی و رسول ہیں اور قیامت تک آپ کے بعد کسی قسم کا نبی و رسول اور پیغمبر پیدا نہیں ہوگا' یعنی کسی کو نبوت کی مسند پر نہیں اٹھایا جائے گا' اس کے ساتھ ہی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک رونما ہونے والے بہت سے واقعات کو بیان بھی فرمایا ہے۔ ان اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بعد تیس دجال و کذاب آئیں گے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ تیس دجال و کذاب پیدا ہوں گے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کریں گے' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق کئی ایک مدعیان نبوت پیدا ہوئے لیکن ان میں سے مرزا قادیانی کی وجہ سے سرفہرست نظر آتا ہے مرزا قادیانی اور اس کے متبعین نے مسئلہ ختم نبوت' حیات عیسیٰ علیہ السلام جیسے اجماعی عقائد کو اختلافی بنانے کی بھرپور کوشش کی قرآن پاک کی کئی ایک آیات میں دل کھول کر تحریف کی۔ احادیث نبویہ میں کھینچا تانی کی اسلاف امت کے بعض اقوال کو غلط معنی پہنائے وغیرہ وغیرہ۔ خداوند قدوس علماً امت کو جزائے خیر عطا فرمائے انہوں نے تمام مرزائی دجل و تلبیس کا پردہ چاک کر کے عقیدۂ ختم نبوت پر آئے ہوئے ہر قسم کے غبار کو ختم کر دیا' مرزائی کئی ایک آیات میں دجل و تلبیس سے کام لے کر انہیں اجرائے نبوت کے لئے پیش کرتے ہیں ذیل میں چند ایک مرزائی شبہات اور ان کے تحقیقی جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔ آیت نمبر ایک:

یابنی آدم اما یأتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (سورۂ اعراف آیت ۳۵)

طرز استدلال: یاتین مضارع موکد بانون ثقیلہ: جو ہمیشہ استقبال کے لئے آتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آتے رہیں گے' دوسری وجہ استدلال یہ ہے کہ: ﴿یا بنی آدم﴾ کا خطاب عام ہے اور تمام اولاد آدم علیہ السلام کے لئے شامل ہے جس میں امت مسلمہ بھی داخل ہے؟

الجواب: اس آیت میں تمام بنی آدم کو حضرت آدم علیہ السلام کے خطاب کی حکایت نقل کی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حکایت کو نقل فرما رہے ہیں خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت اس کی مخاطب نہیں کیونکہ قرآن پاک کا اسلوب یہ بتلاتا ہے کہ جہاں بھی امت مسلمہ کو خطاب کیا گیا تو اس میں دو قسم کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اگر ہجرت سے قبل ہے: "یاایھاالناس" سے خطاب فرمایا اور اگر ہجرت کے بعد ہے تو "یاایھاالذین آمنو" سے خطاب کیا گیا یا بنی آدم سے کبھی خطاب نہیں کیا گیا۔

چنانچہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۂ اعراف کی اس آیت کے ترجمہ میں لکھا "اے فرزندان آدم اور حاشیہ میں لکھا "بزبان آدم" چنانچہ سورۂ بقرہ اشارتاً اور سورۂ طٰہٰ میں مذکور ہے سورۂ بقرہ میں ہے:

"قلنا اھبطوا منھا جمیعاً فاما

یاتینکم منی ھدیٰ فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون"۔

ترجمہ: "ہم نے کہا حکم فرمایا نیچے جاؤ اس بہشت سے سب کے سب پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کسی قسم کی ہدایت کی پیروی کرے گا تو نہ اس کو کچھ اندیشہ رہے گا ان پر اور نہ ایسے لوگ غمگین ہوں گے۔"

سورۃ طٰہٰ میں فرمایا ہے کہ:

قلنااھبطو منھا جمیعاً فامایاتینکم منی ھدیٰ فمن تبع ھدای فلا یضل ولا یشقیٰ (۲۰:۱۲۳)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونوں کے دونوں جنت سے اترو اور دنیا میں ایسی حالت سے (جاؤ) کہ ایک کا دشمن ایک ہوگا پھر اگر تمہارے پاس میری ہدایت کا ذریعہ یعنی رسول یا کتاب پہنچے تو تم میں سے جو شخص میری اس ہدایت کا اتباع کرے گا تو وہ نہ دنیا میں گمراہ ہوگا اور نہ آخرت میں ہوگا۔"

اس کا قسم کا مضمون سورۃ بقرہ، تفسیر درمنثور میں حضرت ابو لبابہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان اللہ تعالیٰ جعل آدم وذریتہ فی کفہ فعال یابنی آدم الخ

"اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو اپنے دست قدرت میں لیا اور اس آیت کا مژدہ اور فرمان سنایا"

جواب: اما یاتینکم رسل سے مراد صاحب شریعت رسول ہیں جیسا کہ اما یاتینکم منی ھدیٰ میں ھدیٰ سے مراد شریعت ہے لہٰذا مرزائی دستور کے مطابق تو نبوت و شریعت دونوں کو جاری رہنا چاہئے حالانکہ مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو شرعی نبی تسلیم نہیں کرتے۔

جواب: اگر بنی آدم سے خطاب عام مراد لیا جائے تو یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ، مجوسی، چوہڑے چمار بھنگی، فاسق و فاجر بھی نبی بن سکیں گے، کیونکہ بنی آدم میں وہ بھی داخل ہیں حالانکہ یہ بات مسلمان کے خلاف ہے۔

جواب: اگر یہ آیت اجرائے نبوت کی دلیل مان لی جائے تو بھی مرزا نبی نہیں بن سکتا کیونکہ وہ بقول خویش اولاد آدم میں سے نہیں۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنے اس شعر میں صادق ہے تو وہ نبی نہیں بن سکتا اور اگر جھوٹ کہا ہے تو نبی جھوٹ نہیں بول سکتا اور اگر کسر نفسی کی تاویل کی جائے تو یہ اس کے دیگر دعاوی کے مخالف ہے۔

(۲) آیت نمبر ۲: اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر

وجہ استدلال:

یصطفی میں استمرار تجدیدی ہے جس میں استعمال کا معنی پایا جانا ضروری ہے۔

نمبر ۲: "رسلاً" جمع ہے حضور علیہ السلام تو ایک ہی تھے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول آتے رہیں گے؟

(۱) الجواب: دلیل دعویٰ کے مطابق نہیں کیونکہ دلیل میں تقسیم پائی جاتی ہے جب کہ دعویٰ خاص ہے کیونکہ مرزا کے نزدیک رسول کا لفظ عام ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲)

اور مرزا کہتا ہے کہ عام لفظ کو خاص معنی میں محدود کرنا صریح شرارت ہے۔

(نور القرآن ص ۷۹/ ج ۲)

لہٰذا اس آیت سے مرزا کی نبوت کا استدلال کرنا صریح شرارت ہے۔

(۲)...... "اللہ یصطفی" سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ چنے گا اور اللہ تعالیٰ کا چنا ہوا مستقل نبی ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا:

ان اللہ اصطفی آدم ونوحاً وآل ابراھیم ...... الخ

لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کو مستقل نبی نہیں مانتے بلکہ اس کی نبوت کو کسبی مانتے ہیں یعنی بقول ان کے مرزا قادیانی کو نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملی ہے۔

(۳)...... اس آیت میں مطلقاً انبیا کرام کے آنے کا تذکرہ ہے نہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کے آنے کا اس اعتبار سے بھی دعویٰ و دلیل میں مطابقت نہیں۔

(۳) آیت نمبر ۳: من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء

والصالحین (پ٤:٤٩)

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے صالحیت کے مقام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔(ازالہ اوہام ص۵۰۰)

وجہ استدلال: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں طریق حصول نعمت کو بیان کیا ہے اور اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ ایک آدمی صالحیت کے مقام سے ترقی کر کے نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے۔

الجواب: مرزائیوں کا یہ استدلال مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلمات کے خلاف ہے کیونکہ مرزا نے "منعم علیھم" جو اس آیت میں مذکور ہیں ان کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ:

"اگر ان میں سے کسی کا زمانہ پاؤ تو ان کے سایہ صحبت میں آجاؤ۔" (آئینہ کمالات اسلام ص۶۱۲ مطبوعہ ربوہ)

اس کا خلاصہ اور مطلب یہ ہے کہ ان چار گروہوں میں سے جس کا زمانہ پاؤ اس کے سایہ صحبت میں آجاؤ۔

نمبر۲: اس آیت کا مصداق شان نزول سے واضح ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ تو جنت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوں گے، جبکہ ہم پتہ نہیں کہاں ہوں گے؟ دنیا میں تو ہماری کیفیت یہ ہے کہ اگر ہم آپ کی زیارت نہ کریں تو ہمیں چین نصیب نہیں ہوتا، جس پر آیت نازل ہوئی جس میں صحابی مذکور کو تسلی دیتے ہوئے ایک کلیہ بیان کر دیا گیا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے "منعم علیھم" کے ساتھ رفاقت فی الجنۃ (جنت میں ہمراہی) نصیب ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہاں درجات کا ذکر ہی نہیں بلکہ رفاقت فی الجنۃ کا تذکرہ ہے۔

نمبر۳: اس آیت میں عطاً نبوت کا ذکر نہ ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ وعدہ جملہ مومنین سے ہے جن میں صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین ائمہ مجتہدین اور مجددین، محدثین، فقہاء اور کروڑہا صالحین امت شامل ہیں کیا ان میں سے کوئی بھی خدا اور اس کے رسول کا تابعدار نہ تھا، اگر تھا اور یقیناً تھا تو ان کے ساتھ یہ وعدہ خداوندی کیوں پورا نہ ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں عطاً نبوت کا کوئی ذکر ہی نہیں بلکہ رفاقت فی الجنۃ (جنت میں ہمراہی) مذکور ہے۔

نمبر۴: بخاری و مسلم میں ایک حدیث ہے جو بعینہ اسی طرح ہے فرمایا: "التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین" کیا اس حدیث کا بھی یہ مطلب ہے کہ سچا تاجر نبی و صدیق بن جائے گا یا یہ مطلب ہے کہ جنت میں رفاقت نصیب ہوگی؟

نمبر۵: مرزا غلام احمد قادیانی نے خود لکھا ہے کہ: "اطاعت کرنے اور فنا فی الرسول ہو جانے سے نبوت نہیں ملتی بلکہ زیادہ سے زیادہ محدثیت کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے اس سے نہیں بڑھ سکتا۔" (ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۰۴ء)

نمبر۶: اگر اطاعت سے نبوت ملتی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جن سے متعلق زبان رسالت سے یہ الفاظ منقول ہیں: "ابوبکر خیرالناس بعدی الا ان یکون نبی" یعنی میرے بعد نبوت ابوبکر صدیق یا حضرت فاروق اعظم کو ملتی جن کے متعلق فرمایا: "لوکان بعدی نبیاً لکان عمر بن الخطاب" لیکن کوئی بھی ان حضرات کے نبی ہونے کا قائل نہیں بلکہ ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما شہید اور محدث تو بنے لیکن نبی کوئی نہ بن سکا۔

نمبر۷: مفسرین نے من یطع اللہ والرسول کی ایک تفسیر یہ بھی بیان فرمائی:

فانھم فی الجنۃ بحیث یتمکن کل واحدٍ منھم رویتہ الآخر ان الحجابات اذا زال لشھید بعضھم بعضاً واذا ارادو الزیادۃ والتلافی قدر و اعلی الوصول الیھم لبسھولۃ (تفسیر معالم التنزیل)

نمبر۸: اس آیت میں پہلا لفظ "من" عورت و مرد دونوں کے لئے عام ہے جب عورتیں بھی نماز میں اھدنا الصراط المستقیم پڑھتی ہیں تو ان میں سے کوئی نبیہ کیوں نہ ہوئی کیونکہ وہ بھی تو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی ہیں، انہیں اس اعزاز سے محروم کیوں رکھا گیا......؟

ازدواجی رشتوں کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ

ضرورت رشتہ کے اشتہاروں کے ذریعے شادی کے خواہشمندوں کو قادیانیت کے جال میں پھنسایا جا رہا ہے

پرائیویٹ ٹی وی چینل اور آڈیو ویڈیو کیسٹوں پر مشتمل تبلیغی پروگراموں کی بھرمار

کہانی کا آغاز ضرورت رشتہ کے ایک اشتہار سے ہوتا ہے۔ اشتہار ایک مرد کے لئے رشتے کا تھا جس میں ہر وہ خوبی موجود تھی جو کوئی بھی لڑکی اپنے شریک حیات میں دیکھنے کی متمنی ہوتی ہے۔ ایسے اشتہارات دیکھ کر فطری طور پر ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے کہ آخر اس قدر خوبیوں کے مالک کسی شخص کو اپنی شادی کے

قادیانیوں کے زیر اہتمام چلنے والے مدرسوں میں قرآن شریف کو دانستہ غلط تلفظ کے ساتھ پڑھایا جاتا ہے

لئے اشتہار دینے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور یہ خیال اس کہانی کی مرکزی کردار لڑکی کے سرپرستوں کے ذہن میں بھی پیدا ہوا تھا جب ان کی نظر سے یہ اشتہار گزرا........ تاہم انہوں نے رابطہ کرنے میں کوئی حرج بھی نہ سمجھا۔ لڑکی والے اشتہار میں دیئے گئے پتے پر پہنچے اور لڑکے اور اس کے افراد خانہ سے ملاقات ہوئی تو انہیں یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوئی کہ نہ صرف لڑکا اشتہار میں بیان کی گئی تمام تر خوبیوں سے متصف ہے بلکہ اس کے افراد خانہ بھی انتہائی بااخلاق اور شریف لوگ ہیں...... پھر بات آگے بڑھی اور بڑھتی چلی گئی۔

گو شادی کی منزل ابھی دور تھی مگر لڑکی اور لڑکے کے گھرانوں میں اس قدر قریبی تعلقات استوار ہو چکے تھے جنہیں کم سے کم الفاظ میں قابل رشک کہا جا سکتا ہے۔ دونوں گھرانے چونکہ آزاد خیال تھے لہذا لڑکے اور لڑکی کے لئے ملاقاتوں میں بھی کوئی رکاوٹ نہ تھی۔ لڑکی' جو عمر کی اس منزل کو تو نہ پہنچی تھی کہ جہاں شب تاریک جیسی سیاہ زلفوں میں دمکتے تاروں کی کرنیں اتر آتی ہیں مگر عمر کی ان حدوں کو ضرور چھو رہی تھی جہاں ہر آنے والی صبح رشتے کے انتظار کے ساتھ طلوع ہوتی اور ہر شام کسی رشتے کے نہ آنے کی مایوسی اور مستقبل کے حوالے سے تشویش کے ساتھ ڈوبتی ہے۔

ریحان خان' پشاور
المرسل حافظ سرفراز احمد' پنوعاقل

ایسے حالات میں من کی مرادیں پالینے کی مسرت اور غرور کسی کو بھی مقام تک لے جا سکتے ہیں' جہاں موت تو قابل قبول ہو سکتی ہے مگر اپنے خوابوں سے دستبرداری ممکن نہیں ہوتی۔

پھر ایسے ہی دنوں کی ایک شام...... ایک ریستوران کے خواب آگیں ماحول میں لڑکے نے لڑکی سے کہا۔ "سنو! گو کہ یہ بات ہمیں سب سے پہلے تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو بتانا چاہئے تھی مگر جانے کیسے چوک ہو گئی بہر حال' بات یہ ہے کہ ہم لوگ احمدی (قادیانی) ہیں۔ مگر ساتھ ہی میں یہ بھی بتا دوں کہ اصل میں ہم احمدی ہی سچے مسلمان ہیں' باقی جو لوگ مسلمان ہونے کے دعویدار ہیں جھوٹے ہیں' بکواس کرتے ہیں...... اور میری اس بات کی صداقت کا ثبوت چاہتی ہو تو احمدیت کی تعلیم حاصل کرو......"

لڑکی کو ایک ذہنی جھٹکا تو لگا مگر کچھ لڑکے کی چرب زبانی اور کچھ آنے والے حسین دنوں کے خوابوں کی ذہن و دل پر حکمرانی' اس نے کچھ سوچا نہ سمجھا اور کہا: "جو کچھ بھی ہو' مجھے قبول ہو' میں تمہارے بغیر زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔" لڑکے نے ان کمزور لمحوں سے فوری فائدہ اٹھایا اور جیب سے ایک بیعت فارم نکالا' جو وہ گھر سے ہی پر کر کے لایا تھا اور اس پر لڑکی سے دستخط کرالئے۔

یہ ایک لڑکی کی کہانی تھی اور ایسے

نجانے کتنی کہانیاں اس شہر میں روزانہ جنم لیتی ہیں مگر نہ سرکاری اداروں کو کوئی ہوش ہے نہ ہی عوام میں اپنی ذمہ داریوں کا کوئی احساس پایا جاتا ہے' کیونکہ ہر چند کہ یہ سرگرمیاں خفیہ طریقے سے انجام دی جاتی ہیں مگر ایسی خفیہ بھی نہیں ہوتیں کہ دائیں ہاتھ کی حرکت کا پتہ بائیں کو نہ چلے۔

اخبارات میں ضرورت رشتہ کے پرکشش اشتہارات کے ذریعے لوگوں کو اپنی جانب متوجہ کر کے اور ان کی کمزوریوں اور مجبوریوں سے فائدہ اٹھا کر' انھیں قادیانی بنانے کا طریقہ نیا بھی ہے اور انوکھا بھی' جس پر اطلاعات کے مطابق کامیابی سے عمل درآمد کیا جارہا ہے اور خاطر خواہ نتائج حاصل ہو رہے ہیں۔

علاوہ ازیں قادیانیوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو خواتین میں وسعت دینے کی حکمت عملی پر بھی کام شروع کردیا ہے۔ شہر میں بھی قادیانی تنظیموں کے مراکز قائم کردیئے گئے ہیں جو نہایت فعال کردار ادا کررہے ہیں۔ قادیانی تنظیموں "لجنہ اماء اللہ پاکستان" اور "ناصرات الاحمدیہ پاکستان" چناب نگر "ربوہ" کے تحت قائم چند مراکز کے نام ذیل میں دیئے جارہے ہیں تاہم ان کی عہدیداروں کے نام' پتے اور ٹیلی فون نمبروں کی اشاعت کو نامناسب خیال کرتے ہوئے اس سے گریز کیا جارہا ہے۔ مراکز کے نام یہ ہیں: حلقہ النور' احمدیہ ہال' حلقہ گلستان احمد' حلقہ گلشن عائشہ' حلقہ صدیقہ' حلقہ گلستان طاہر اور حلقہ المحمود۔ ان مراکز میں قادیانیت کی تبلیغ کے پروگرام بڑی باقاعدگی سے ہوتے ہیں' جن میں وہ غیر قادیانی خواتین بھی بڑی تعداد میں شریک ہوتی ہیں' جنھیں قادیانی عورتیں مختلف بہانوں سے اپنے ساتھ لاتی ہیں۔ ان خواتین کو تبلیغی ویڈیو اور آڈیو کیسٹیں دکھائی اور سنائی جاتی ہیں اور قادیانیوں کے مخصوص چینل ایم ٹی اے (مسلم ٹی وی احمدیہ) کی نشریات دکھانے کا خصوصی اہتمام ہوتا ہے' ایم ٹی اے چینل پر ہر جمعہ کی شام ۵ بجے اور ۷ بجے قادیانیوں کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر جنھیں قادیانی "حضور" کہتے ہیں' خطبہ دیتے ہیں۔ کراچی کے ہر حلقے میں ہفتے کو ایک خصوصی اجلاس یا مجلس ہوتی ہے جس میں شرکا کو قادیانیت کی تعلیم ہی نہیں دی جاتی بلکہ مسلمانوں سمیت مختلف مذاہب کی محترم و

ہر احمدی ایک مخصوص رقم ماہانہ ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے' نہ ہو تو ادھار یا قرض لے کر ادا کرنا پڑتی ہے

مقدس شخصیات کے بارے میں توہین آمیز باتیں کی جاتی ہیں اور ان کے خلاف منفی پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔

ان تمام اجلاسوں اور کارگزاریوں کی مفصل رپورٹیں باقاعدگی سے چناب نگر (ربوہ) روانہ کی جاتی ہیں' جہاں سے ان مراکز کو اپنی تبلیغی سرگرمیاں تیز کردینے' خصوصی اجلاس یا مجلسوں اور پروگراموں میں غیر قادیانیوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو شریک کرنے پر زور دیا جاتا ہے۔ کارکردگی رپورٹ باقاعدہ چھپے ہوئے فارموں کے ذریعے مرتب کی جاتی ہے اور یہ سہ ماہی رپورٹیں ہر سال دسمبر' مارچ جون اور ستمبر میں ربوہ مراکز کو بھجوائی جاتی ہیں۔ تبلیغی اجتماعات کے علاوہ داعیات کی مخصوص کلاسیں بھی ہوتی ہیں' مذاکرے منعقد ہوتے ہیں اور تبلیغی لٹریچر کی تقسیم کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ان کے ہر حلقے کا ایک صدر' ایک سیکریٹری اور مختلف شعبوں کے مختلف عہدیدار ہوتے ہیں۔ ہر احمدی ایک مخصوص رقم ماہانہ ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے اور اگر کسی کے پاس رقم نہ ہو تو تب بھی اسے قرض لے کر یا کسی بھی صورت میں بہر حال یہ رقم ادا کرنا ہوتی ہے۔ ہر نئے احمدی کو تبلیغی آڈیو/ویڈیو کیسٹیں لازماً سنائی اور دکھائی جاتی ہیں۔

قادیانی ایصال ثواب کے قائل نہیں'

ان کا عقیدہ ہے کہ خواتین کے لئے نماز میں دوپٹہ اوڑھنا ضروری نہیں اور یہ کہ ناخن پالش کے ساتھ بھی نماز ہو جاتی ہے۔ یہ لوگ نماز کے بعد دعا مانگنے کے بھی قائل نہیں ہیں۔ کسی احمدی کے انتقال کر جانے کی صورت میں اسے چناب نگر (ربوہ) لے جاکر دفن کیا جاتا ہے۔ موت کی اطلاع ملتے ہی متعلقہ حلقے کا صدر متوفی کے گھر پہنچتا ہے اور مرنے والے کے ورثے کا حساب کتاب شروع کردیتا ہے اور میت اس وقت تک پڑی رہتی ہے تاآنکہ متوفی کے ورثے کے آدھی رقم وصول نہ ہوجائے۔ بعد ازاں میت اٹھائی جاتی ہے اور اسے چناب نگر (ربوہ) لے جاکر دفن کردیا جاتا ہے۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ ربوہ میں دفن ہونے والا سیدھا جنت میں جائے گا۔

انگریز کا دلال یا خود کاشتہ پودا

محمد اشرف بہاولپور

انیسویں صدی میں انگریز سامراج کے تسلط و غلبہ سے آزادی کے لئے مسلمانوں کے تصور جہاد نے ہی انہیں ان سامراجی طاقتوں کے خلاف صف آرا کر دیا تھا۔ چنانچہ برطانوی ہند میں انگریز کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ یہی تھا ۱۸۶۹ء میں برطانیہ سے برطانوی مدبروں' اعلیٰ سیاستدانوں ممبران پارلیمنٹ اور مسیحی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان میں وارد ہوا تاکہ ۱۸۵۷ء کے "غدر" کے محرکات کا جائزہ لیا جاسکے اور اس میں مسلمانوں کے کردار کو سمجھا جاسکے اور ان محرکات کی روشنی میں کوئی ایسی تحریک اٹھائی جاسکے جو بالخصوص برصغیر کے مسلمانوں کی وحدت کو منتشر کر سکے اور تصور جہاد کو ختم کر کے ہندوستان میں برطانوی سامراج کو ہمیشہ کے لئے مستحکم کر سکے' ایک سال کی تحقیق و تفتیش کے بعد وفد کے اراکین کا ۱۸۷۰ء میں لندن میں اجلاس ہوا' برطانوی کمیشن اور مسیحی مشنریوں کی جانب سے ہندوستان میں مذہبی تخریب کاری اور اس میں من پسند سیاسی نتائج حاصل کرنے کے لئے دو الگ الگ رپورٹیں پیش کی گئیں انہیں یکجا کر کے "دی ارائیول آف برٹش امپائر ان انڈیا" کے نام سے شائع کر دیا گیا' اس رپورٹ کے ایک اقتباس کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے' یہ اقتباس ایک چونکا دینے والا انکشاف ہے:

"ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت اندھادھند اپنے پیروں' روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے' اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں جو اپنے ظلی نبی (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کرنے کو تیار ہو تو لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہو جائے گی لیکن اس مقصد کے لئے مسلمان عوام سے کسی شخص کو آمادہ کرنا بہت مشکل ہے' اگر یہ مسئلہ حل ہو جائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے' ہم نے پہلے بھی غداروں کی خدمات حاصل کر کے مقامی (ہندوستانی) حکومتوں کو محکوم بنایا' لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا' اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی اب ضرورت تھی اب جبکہ ملک کے کونے کونے پر ہمارا اقتدار مستحکم ہے اور ہر طرف امن و امان اور نظم و ضبط ہے۔ ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں کہ جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہو سکے۔"

قارئین کرام! اس ضرورت کی تکمیل کے لئے انگریز کی نظر انتخاب مرزا غلام احمد قادیانی پر پڑی جو قادیان کے ایک دہقان مرزا غلام مرتضیٰ کا بیٹا تھا' ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان نے مسلمانوں سے غداری کا ثبوت دیتے ہوئے برطانوی سامراج کی ہر طرف سے خدمت کی' غلام مرتضیٰ اور اس کے بڑے بیٹے غلام قادر نے انگریزی فوج میں شامل ہو کر مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے' ترموں (گورداسپور) کے گھاٹ پر مجاہدین آزادی کو تہ تیغ کرنے میں انہوں نے نمایاں حصہ لیا' اس مسلم کشی کے اعتراف کے طور پر برطانوی سامراج نے اس خاندان کو نوازا۔ سرلیپل گرفن کی تالیف "پنجاب چیفس" میں اس خاندان کی برطانوی سامراج کے لئے خدمات کا ذکر موجود ہے۔ یہ دستاویز اسی لئے مرتب کی گئی تھی کہ جن خاندانوں نے ۱۸۵۷ء کے معرکہ آزادی میں برطانوی سامراج کا ساتھ دیا تھا' انہیں مستقبل میں نوازا جائے' مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی متعدد تصانیف کتاب البریہ' تحفہ قیصریہ' کشف الغطا وغیرہ میں اپنے خاندان کی اس شرمناک غداری اور ملت کشی کا تذکرہ فخریہ انداز میں کیا ہے۔

ظلی نبوت کی ضرورت برطانوی سامراج نے مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے کے لئے عموماً اور جہاد کی تنسیخ کے لئے خصوصاً محسوس کی۔ بنگال سول سروس کے ایک افسر ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر نے وائسرائے ہند لارڈ میو کے کہنے پر ایک رپورٹ لکھی تھی جو ہنٹر رپورٹ کے نام سے ۱۸۷۱ء میں منظر عام پر آئی' ہنٹر لکھتا ہے:

"جہاد ہی کا وہ نظریہ ہے کہ جو ان (مسلمانوں) کے شدید' جوش' تعصب' تشدد اور قربانی کی خواہش کی بنیاد ہے' اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا

ہے۔" (حوالہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر دی انڈین مسلمانز کامریڈ پبلشرز کلکتہ ۱۹۴۵ء)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انگریز کو نبوت کی جائے ظلی نبوت کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جواب بڑا واضح ہے کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہے کسی نئے نبی کی آمد کا مسلمانوں میں تصور تک نہیں' اسی لئے اس زہر کو میٹھا (شوگر کوٹ) کرنے کے لئے ظلی نبوت کی اصطلاح استعمال کی گئی' حالانکہ سرے سے یہ اسلامی اصطلاح ہی نہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس مرحلہ تک پہنچنے کے لئے بہت سے مراحل طے کرنے پڑے کبھی مہدیت کا دعویٰ کیا تو کبھی مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا' ان دعوؤں تک اگرچہ نہایت ہوشیاری اور عیاری سے پہنچے لیکن اس قسم کے دعوؤں پر مسلمان چونک اٹھتے تو مرزا صاحب فوراً پیچھے ہٹ جاتے' اس کے بعد موقع کی مناسبت سے پھر کوئی نیا دعویٰ کر دیتے' مسلمانوں کے جوش و جذبہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے عیسائی مشنریوں سے مناظروں اور اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے پُر فریب نعروں کی آڑ میں قادیانیت ایک برطانوی سامراج دوست تحریک' برطانوی سرپرستی میں مذہبی بہروپ میں نشوونما پاتی رہی۔ ہنٹر نے اپنی رپورٹ میں مسلمانوں کے تصور جہاد پر جس پریشانی کا اظہار کیا تھا' انگریز سامراج کی اس پریشانی کا ازالہ کرنے کی ذمہ داری مرزا غلام احمد قادیانی نے اٹھائی چنانچہ مرزا قادیانی کی پہلی تصنیف "براہین احمدیہ" کے تیسرے اور چوتھے حصے کے شروع میں انگریزوں کی کھل کر مدح و توصیف کی گئی ہے' اپنے خاندان کی انگریزوں کے لئے خدمات کا تذکرہ بھی کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ جہاد کی پُرزور ممانعت بھی فرمائی ہے۔ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ بقول خود اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لئے لکھی لیکن نہایت چالاکی و ہوشیاری سے اپنے کاروبار کو چمکانے کے ساتھ ساتھ ایک طرف برطانوی سامراج کی تعریف بھی کر ڈالی اور دوسری طرف مسلمانوں کو انگریز کے خلاف جہاد نہ کرنے کا سیاسی مشورہ بھی دے ڈالا۔ ان کے اس طرز عمل میں بعد میں شدت پیدا ہوتی چلی گئی۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں' میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب' مصر' شام کابل اور روم تک پہنچادیا ہے' میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں میں سے معدوم ہو جائیں۔" (تریاق القلوب :۵۱)

مرزا صاحب نے ایک درخواست لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ۲۴/ فروری ۱۸۹۸ء کو پیش کی جو "تبلیغ رسالت" جلد ہفتم ص ۱۰ پر موجود ہے' لکھتے ہیں کہ:

"دوسرا امر قابل یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر کو پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔"

نیز اسی درخواست میں لکھتے ہیں کہ:

"یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ایک مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کی خیر خواہ اور خدمت گزار ہے' اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔"

اسی درخواست میں آگے لکھتے ہیں:

"اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریر کا بہت ہی اثر ہوا اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ: "میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے' ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہو جائیں گے' کیونکہ مسیح اور مہدی مان لینا مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔"

مذکورہ بالا چند اقتباسات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جس تصور جہاد سے برطانوی سامراج لرزاں تھا اور جسے مسلمانوں کے ذہن سے کھرچ ڈالنے کے لئے

ظلی نبوت کی ضرورت اس نے محسوس کی تھی تو یہ ضرورت اور جہاد کی منسوخی کا فریضہ بدرجہ اتم بقول خود برطانوی سرکار کے "خود کاشتہ" مرزا غلام احمد قادیانی نے مذہبی بہروپ میں پورا کر دکھایا' مرزا صاحب کی ہیں اس قسم کی تحریروں کا استیعاب مقصود نہیں نہ ہی یہ مختصر مضمون اس کا متحمل ہے لیکن جو کچھ لکھا گیا ہے اتنا ہی قادیانیت کے مزاج اور مقاصد کو سمجھنے کے لئے بہت کافی ہے۔

شاید کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ مرزا صاحب پادریوں اور عیسائی مشنروں سے پھر مناظرے کیوں کرتے تھے ؟ اس کا جواب خود مرزا قادیانی سے سنئے وہ لکھتا ہے :

"میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائیوں مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہو گئی اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ "نور افشاں" میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے' نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذباللہ ایسے الفاظ استعمال کئے...... تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں میں جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا ہو تب میں نے ان کے جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔" (ضمیمہ ۳' ملحقہ کتاب تریاق القلوب بعنوان حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست)

مرزا صاحب کی انگریزوں سے محبت اور وفاداری کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا صاحب کی جماعت نے اندرون ہند اور بیرون ہند برطانوی سامراج کی شاندار خدمات انجام دیں' انگریزی حکومت کے لئے تبلیغ کی آڑ میں جاسوسی کا کام بھی کیا' مثلاً افغانستان میں "عبداللطیف" جو قادیانیت کا پُرزور مبلغ تھا اور جہاد کی پرزور تردید کرتا تھا۔ انگریز حکومت کا ایجنٹ اور جاسوس ثابت ہوا۔ اسی بنا پر اسے افغان حکومت نے "سزائے موت" دی۔ اسی طرح ملا عبدالحکیم و ملا نور علی قادیانی افغان عوام کے غیظ و غضب کا نشانہ بنے' قادیانیوں کا اخبار الفضل مورخہ ۳/مارچ ۱۹۲۵ء لکھتا ہے کہ :

"افغان گورنمنٹ کے وزیر داخلہ نے مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے' کابل کے دو اشخاص ملا عبدالحکیم اور نور علی دکاندار قادیانی عقائد کے گرویدہ ہو چکے تھے' اور لوگوں کو اس عقیدہ کی تلقین کر کے انہیں اصلاح کی راہ سے بھٹکا رہے تھے' جمہور نے ان کی اس حرکت سے مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا' اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنج شنبہ ۱۱/رجب کو عدم آباد پہنچائے گئے' ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے' جن سے یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ افغانستان کے دشمنوں کے ہاتھوں بک چکے تھے۔"

☆☆☆☆

مرزا غلام احمق

شاہین اقبال اثر

فتنہ تھا قادیانی مرزا غلام احمق
آفت تھی ناگہانی مرزا غلام احمق
فہم و ادب نہیں کچھ نام و نسب نہیں کچھ
منحوس خاندانی مرزا غلام احمق
کذاب کی علامت سچائی سے بغاوت
اک جھوٹ' اک کہانی مرزا غلام احمق
تھا چلبلا شرارت' پیری فقط ندامت
ملعون تھی جوانی مرزا غلام احمق
تاریکیوں کی شب تھا بد ذوق بے ادب تھا
کرتا تھا بدزبانی' مرزا غلام احمق
بددین بے شریعت اک حرف بے حقیقت
اک لفظ بے معانی مرزا غلام احمق
کیا جھوٹ پر تعجب تیرے ہو کیونکہ تیری
عادت تھی وہ پرانی مرزا غلام احمق
برزخ میں روئے جا پھر دوزخ میں بھی تو تجھ کو
کرنی ہے خوں فشانی مرزا غلام احمق
ایسی بھی سادگی کیا الٹا ہے تیرا جوتا
ٹیڑھی ہے شیروانی مرزا غلام احمق
تھا شیطنت کا مسکن انسانیت کا دشمن
حیوانیت کا بانی مرزا غلام احمق
ہر کفر تولنے میں اور جھوٹ بولنے میں
تیرا نہیں تھا ثانی مرزا غلام احمق
شیطان کی شرارت کفار کی عمارت
انگریز کی نشانی مرزا غلام احمق
پیروں کی گرد تھا وہ عورت نہ مرد تھا
تھا جنس درمیانی مرزا غلام احمق
ہیضے کا مرض تو یہ عبرت تھی موت تیری
ناقص تھی زندگانی مرزا غلام احمق
تو تو گزر گیا پر اب تک ہے فتنہ بن کر
تیرا وجود فانی مرزا غلام احمق
میرا اثر ہے دعوئی دوزخ میں ہے وہ جلتا
بنتا ہے پانی پانی مرزا غلام احمق

آخری قسط

واقعاتی تجزیہ

جماعت احمدیہ کی تعداد اور پچاس لاکھ بیعتیں

حقائق کیا ہیں؟

ضلع چکوال میں شہر کے اندر ۵، ۶ گھر احمدیوں کے ہیں جبکہ ایک درجن سے زائد گھر اب احمدیت چھوڑ چکے ہیں' موضع بھون میں ۸، ۱۰ گھر ہیں' کلر کہار میں ۵، ۶ گھر' دھرکنہ میں ۲ گھر اور بوچھال کلاں میں ۴ گھر احمدیوں کے ہیں' چنجند میں ۸، ۱۰ گھر احمدیوں کے ہیں' رتھوچھا میں بھی ۶، ۷ گھر احمدیوں کے موجود ہیں' سب سے بڑی جماعت دلمیال کی ہے جہاں پہلے نصف سے زائد گاؤں احمدی تھا اب ۲۵، ۳۰ گھر احمدیوں کے رہ گئے ہیں' یہ وہی گاؤں ہے جہاں ایک احمدی خاتون کے تین بیٹے جنرل تھے' اب یہ جماعت بھی آخری سانسوں میں ہے' پورے ضلع چکوال میں احمدیوں کی کل تعداد ۶۰۰ کے قریب ہو گی جبکہ ضلع چکوال کی کل آبادی ۱۲، ۱۳ لاکھ ہو گی' احمدیوں کی کیا نسبت بنتی ہے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے' جن جماعتوں کا ذکر کر رہا ہوں ہر جماعت سے بہت سے لوگ جماعت چھوڑ چکے ہیں' علاقے کے لوگ یہ جانتے ہیں کہ لوگ مسلمان ہوتے ہیں احمدی کبھی نہیں کوئی ہوتا' یہ بات احمدیوں کو بھی بہت پریشان کرتی ہے ان کی نوجوان نسل کو مایوس کرنے والی سب سے بڑی وجہ ہے۔

ضلع راولپنڈی :

اس ضلع میں کل کتنی تعداد ہو گی اس کا اندازہ تو مشکل ہے' البتہ اس اندازہ سے جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ راولپنڈی شہر میں نماز جمعہ ادا کرنے والی دو جگہیں ہیں' ایک مری روڈ پر تین منزلہ عمارت تیلی محلہ اسٹاپ کے قریب ہے' دوسری عیدگاہ کے نام سے سیٹلائٹ ٹاؤن "ای" بلاک کے پاس تھی' مگر جب انہوں نے

پروفیسر منور احمد ملک (سابق قادیانی)

وہاں عیدگاہ کے نام سے تعمیر شروع کی تو مسلمانوں نے احتجاج کر کے اسے بند کروادیا' اب انہوں نے اسے فروخت کر دیا ہے اور ۶۹/ای میں پیر انورالدین احمد (متوفی) کے مکان کو خرید کر اس مکان کے پچھلے حصہ میں ڈبل اسٹوری عبادتگاہ بنائی ہے' ان دونوں جگہوں پر زیادہ سے زیادہ دو ہزار افراد نماز پڑھ سکتے ہیں' احمدیوں میں نماز جمعہ کا خاص اہتمام کیا جاتا ہے مرد' عورتیں' بچے' بوڑھے تمام جمعہ کے لئے جاتے ہیں۔ تقریباً ۹۰ فیصد آبادی جمعہ پر پہنچ جاتی ہے اب اگر دونوں عبادتگاہوں میں ۴ ہزار افراد آسکتے ہیں تو راولپنڈی شہر میں احمدیوں کی تعداد کا اندازہ کیا جاسکتا ہے' دو ہزار کی تعداد تو صرف احتیاطاً لکھ رہا ہوں ورنہ عیدگاہ میں تو ۱۵۰ تا ۲۰۰ افراد آتے تھے' مری روڈ پر ۵۰۰/۶۰۰ کے قریب آتے تھے۔ (یہ اپنے مشاہدے کی بات کر رہا ہوں کیونکہ راقم ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۹ء تک اکثر یہاں جمعہ پڑھتا رہا ہے بلکہ ۱۹۹۵ء تک اکثر و بیشتر جمعہ کے لئے ان دو عبادتگاہوں میں جاتا رہا ہے) علاقائی جماعتیں بھی برائے نام ہیں' تحصیل گوجر خان میں گوجر خان شہر میں ۱۰، ۱۱ گھروں پر مشتمل ایک جماعت ہے گوجر خان سے ۸، ۱۰ کلومیٹر دور ایک بہت پرانی جماعت چنگا بنگیال میں ہے جو اب آخری سانسوں میں ہے' چند گھر باقی رہ گئے ہیں۔ تحصیل گوجر خان میں کل تعداد ۲۵۰ کے قریب ہو گی' پورے ضلع راولپنڈی کی تعداد ۳ سے ۴ ہزار تک ہو سکتی ہے۔

اسلام آباد :

اسلام آباد میں ایک عبادتگاہ ہے جو سنگل اسٹور ہے' اس میں زیادہ سے زیادہ ۷۰۰ افراد جمعہ کو آتے ہیں۔ اسی طرح اسلام آباد میں احمدیوں کی تعداد ایک ہزار سے تجاوز نہیں کرتی' جبکہ دو چھوٹی چھوٹی جماعتیں دیہاتوں میں ہیں' اسی طرح راولپنڈی اسلام آباد کے اضلاع میں کل تعداد ۵ سے ۶ ہزار تک ہو سکتی

ہے 'یقیناً احمدی اسے پڑھ کر خوش ہوں گے کہ چلو ہماری اصل تعداد سے زیادہ ہی ظاہر کیا ہے کچھ پردہ رہ گیا ہے 'پورا صوبہ سرحد احمدیوں سے خالی ہے 'پورے صوبہ میں ایک ہزار کے قریب احمدی ہوں گے' انشاء اللہ احمدی اس تعداد پر بھی خوش ہوں گے 'صرف چناب نگر (ربوہ) ایسا شہر ہے جہاں صرف احمدی آباد ہیں وہ تعداد ۳۰ / ۳۵ ہزار افراد پر مشتمل ہو گی' ضلع بہاولپور 'ضلع رحیم یار خان 'بہاولنگر 'یعنی پوری ریاست بہاولپور میں کل تعداد ۱۵۰۰ سے کم ہے 'یہ اعداد و شمار راقم کے ذاتی مشاہدے کی بنیاد پر ہیں' مذکورہ بالا سات ضلعوں میں کل تعداد ۸ ہزار بنتی ہے۔ ۳۵ لاکھ کہاں آباد ہیں؟

پچاس لاکھ بیعتیں :

۱۹۹۳ سے جماعت نے ایک نیا سلسلہ شروع کیا ہے جسے عالمگیر بیعت کا نام دیا گیا ہے۔ ۱۹۹۳ء فروری یا مارچ میں پوری جماعت کو یہ ٹارگٹ دیا گیا کہ جولائی ۱۹۹۳ء تک ۲ لاکھ نئی بیعتیں کروائی جائیں اس کا اعلان جلسہ سالانہ لندن میں جولائی کے مہینہ میں کیا جائے گا اور اس دن عالمگیر بیعت ہو گی' ۲ لاکھ کے ٹارگٹ کو پوری دنیا میں تقسیم کر دیا گیا 'اس میں سے جہلم کے حصہ میں ۵۰ کی تعداد آئی 'یہ کیونکہ نئی تحریک تھی پوری جماعت حرکت میں آگئی۔ ۵۰ کے مقابل پر ۷۲ افراد کی بیعت کروائی گئی 'یہ تقریباً سبھی وہ افراد تھے جو یا تو پہلے احمدی تھے اور بعد میں جماعت چھوڑ گئے یا پھر ان کے والد یا والدہ احمدی تھیں 'مگر اب وہ اور ان کے بچے جماعت میں شامل نہیں تھے لہذا ان کی بیعت فارم پر کروا کر ۷۲ کی تعداد پوری کر دی گئی۔ ۱۹۹۳ء کے جلسہ میں مرزا طاہر احمد نے بڑے فخر سے اعلان کیا کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے 'اس طرح دو لاکھ بیعتیں ہو گئی ہیں۔ جماعت میں تو خوشی کی لہر دوڑ گئی اب مرزا طاہر نے اعلان کیا کہ اگلے سال کا ٹارگٹ ڈبل ہے یعنی چار لاکھ۔ اس میں سے جہلم کے حصہ میں ۱۲۰ کا ٹارگٹ آیا 'مگر پورے سال کی محنت کے بعد ۷۵ افراد کے فارم پر ہو سکے گویا ٹارگٹ بالکل پورا نہ ہوا بلکہ ۱۰ فیصد بھی نہ ہو سکا 'مگر ۱۹۹۴ء کے جلسہ سالانہ میں مرزا طاہر صاحب نے اعلان کیا کہ ۴ لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہو چکا ہے' اب اگلے سال ۱۹۹۵ء کے لئے ۸ لاکھ کا مقرر کیا گیا ہے 'جہلم کو تقریباً ۳۰۵ کا ٹارگٹ ملا مگر ۳ '۴ فارم پر ہو سکے' یہی حال راولپنڈی اور چکوال کا تھا مگر ۱۹۹۵ء میں جلسہ پر مرزا طاہر صاحب نے ٹارگٹ پورا ہونے کی نوید سنا دی۔ اب ۱۹۹۶ء کے لئے ۱۶ لاکھ کا ٹارگٹ دیا گیا۔ جہلم کو ۷۰۰ سے زائد کا ٹارگٹ ملا جواب میں دو تین فارم پر ہو سکے۔ ۱۹۹۶ء کے جلسہ پر ۱۶ لاکھ کا ٹارگٹ پورا ہونے کا اعلان ہوا' ۱۹۹۷ء کے لئے ۳۲ لاکھ کا ٹارگٹ مقرر ہوا 'جہلم کے لئے ۵۰۰ کا ٹارگٹ ملا جبکہ فارم ۴ '۵ افراد کے پر ہو سکے۔ مگر ۱۹۹۷ء کے جلسہ پر ٹارگٹ پورا ہونے کا اعلان کر دیا گیا' ۱۹۹۸ء کے لئے ۶۴ لاکھ کا ٹارگٹ دیا گیا' جولائی ۱۹۹۸ء میں راقم اپنے گاؤں محمود آباد گیا' وہاں چند لوگوں سے باتیں کرتے ہوئے راقم نے کہا کہ اب ۶۴ لاکھ کا اعلان نہیں ہو گا کیونکہ اس سے شک پڑ سکتا ہے 'اب ۵۰ کے قریب بتایا جائے گا 'پھر یہی ہوا کہ ۱۹۹۸ء کے جلسہ پر ۵۰ لاکھ نئی بیعتوں کی نوید سنائی گئی 'اس ٹارگٹ میں سے جہلم کو ۳۰۰۰ کا ٹارگٹ ملا تھا۔ ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۹ء تک جہلم کو ۱۱ ہزار سے زائد کا ٹارگٹ مل چکا ہے مگر جواب میں ۲۰۰ سے بھی کم فارم پر ہوئے۔ (اب اگر جائزہ لیں تو وہ دو سو افراد بھی جماعت سے منسلک نہ ہوں گے) مگر اعلان ہمیشہ ٹارگٹ کے پورا ہونے کا کیا گیا۔ اب ۱۹۹۹ء کے لئے ٹارگٹ ایک کروڑ کا ہو گا 'ڈبل والے فارمولے کے مطابق ۶۴ کا ڈبل ۱۲۸ ہونا تھا مگر ۵۰ لاکھ کی پچھلی بیعتوں کو ڈبل کرنے سے ۱۰۰ لاکھ کا ٹارگٹ رکھا ہو گا 'اب بھی احتیاطاً یہ کی جائے گی کہ شک نہ پڑ جائے 'لہذا ۸۰ سے ۹۰ لاکھ بیعتوں کی نوید سنائی جائے گی۔

عالمگیر بیعت :

اب عالمگیر بیعت کا کیس ایسی اسٹیج پر آگیا ہے کہ اس کا پول کھلنے والا ہے 'اب زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ راقم ۱۹۹۷ء میں بہاولپور گیا 'خدام الاحمدیہ (نوجوانوں کی تنظیم) کے قائد سے ملاقات ہوئی پوچھا آپ کی بیعتیں کیسی جا رہی ہیں؟ اس نے بتایا صرف پچھلے سال ۱۲۰۰ بیعتیں ہوئی ہیں۔ واضح رہے کہ ان کی مرکزی عبادتگاہ میں ۲ سو سے زائد افراد کی گنجائش نہیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ ۱۲۰۰ میں سے کتنے سو افراد جمعہ کی نماز کے لئے آتے ہیں؟ کہنے لگا ۳ '۴ افراد۔ راقم نے کہا کہ باقی

سارا گھپلا ہے کہ جو جمعہ کے لئے نہ آئے اسے کیا کرنا ہے؟ اس پر وہ خاصا پریشان ہوا اور کہنے لگا یہ بات تو درست ہے کہ ۱۲۰۰ میں سے کوئی بھی نہیں آتا مگر پھر ۱۲۰۰ بیعتیں کیسے ہوئیں؟ پھر پوچھا کہ اب ۱۹۹۷ء میں ٹارگٹ ملا؟ لازماً ڈبل ہوگا؟ یعنی ۲۴۰۰ اب تک کتنی بیعتیں ہوئیں؟ کہنے لگا ابھی تک تو کوئی نہیں ہوئی' یہ اپریل ۱۹۹۷ء کی بات ہے یعنی متوقع اعلان سے ۳ ماہ قبل۔

اب ساری جماعت خصوصاً پاکستان میں آرام کر رہی ہے' ٹارگٹ مل جاتا ہے' کام کچھ بھی نہیں ہوتا' لندن میں اعلان ہو جاتا ہے کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے اور پھر اگلے سال کا ٹارگٹ ڈبل ہے۔

اب اس کھیل کے اختتام کا وقت آگیا ہے' ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۸ء تک اعلان کردہ تعداد کے مطابق ایک کروڑ ۲ لاکھ افراد نئے احمدی ہو چکے ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں متوقع اعلان کے مطابق اس سال تک ۲ کروڑ احمدی ہو چکے ہوں گے۔ اب احباب جماعت کی آنکھیں کھلنے کا وقت آگیا ہے کہ وہ دیکھیں دھڑا دھڑ بیعتیں ہو رہی ہیں' ہر ضلع کو ٹارگٹ ملتا ہے اور اعلان کر دیا جاتا ہے کہ پورا ہو گیا ہے' اب تک ہونے والی بیعتوں کی تعداد ہر ضلع کی اصل تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے تو کہاں ہیں وہ احمدی؟

اگر ابھی آنکھیں نہیں کھلیں تو آگے پڑھیے! جماعت کے اس فارمولے کے مطابق ۲۰۰۰ء میں ۲ کروڑ احمدی ہوں گے جبکہ ۲۰۰۱ء کا ٹارگٹ ۴ کروڑ ہوگا اور اگر اسی میں احتیاطی پہلو سامنے رکھ کر اعلان کیا جاتا رہا تو ۲۰۱۰ء میں صرف ایک سال میں ۵ ارب لوگ احمدی ہوں گے' جبکہ دنیا کی کل آبادی چھ ارب ہے۔ اس فارمولے کے مطابق ۲۰۱۰ء تک کل ۱۱ ارب احمدی ہو چکے ہوں گے' امریکہ' یورپ اور باقی دنیا کے تمام دانشور اور تمام ادارے بے بس ہو جائیں گے کہ چھ ارب تو وہ آبادی ہے جس میں کروڑوں عیسائی ہیں' کروڑوں مسلمان ہیں' کچھ ہندو کچھ بدھ مت کے ماننے والے وغیرہ اور اب ۱۱ ارب احمدی بھی ہو گئے۔ گویا اب تو دنیا کی آبادی ۱۷ ارب ہو گئی ہے۔ آبادی کو کنٹرول کرنے والے' حساب رکھنے والے اور ڈیٹا تیار کرنے والے تمام ادارے حیران رہ جائیں گے کہ صرف ۱۲ سالوں میں دنیا کی آبادی تین گنا ہو گئی ہے جبکہ ان لوگوں کو دوربین سے بھی وہ گیارہ ارب احمدی نظر نہیں آئیں گے۔

اگر مرزا طاہر احمد صاحب نے کوئی لحاظ نہ کیا اور ڈبل کا فارمولا جاری رکھا تو ۲۰۱۰ء میں صرف ایک سال میں ۲۶ ارب لوگ احمدی ہوں گے' یہ کسی بھی ایٹمی دھماکے سے زیادہ دنیا کو متاثر کرنے والا دھماکہ ہوگا کیونکہ دنیا کی کل آبادی تو چھ ارب ہے جبکہ آئندہ دس سالوں میں صرف احمدی ہونے والے افراد ۵۰ ارب ہوں گے' جبکہ اصلی چھ ارب بدستور برقرار رہیں گے۔

اگر جماعت آئندہ اعداد و شمار کی الجھن سے بچنے کے لئے ۲ کروڑ پر اکتفا کرتی ہے' اور ہر سال ۲ کروڑ کا ہی اعلان کرتی ہے تو یہ جماعت کی آساس اور نظریہ کے خلاف ہوگا کیونکہ جماعت کا بنیادی نظریہ ہے کہ یہ خدائی جماعت ہے جو بھی تحریک شروع کی جائے وہ ضرور کامیاب ہوتی ہے' دنیا ادھر سے ادھر ہو جائے "خدائی تحریک" ضرور کامیاب ہوتی ہے' اب اگر دو کروڑ پر جماعت رک جاتی ہے تو جماعت پر حرف آتا ہے کہ اس نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے اور تمام سرگرمیاں ماند پڑ گئی ہیں' اگر جماعت میں یا مرزا طاہر احمد صاحب کو مشورہ دینے والوں میں کوئی سائنس یا شماریات کا ماہر ہوا تو وہ انہیں بتا سکتا ہے کہ پہلے فارمولے (ڈبل والے) سے گراف تیزی سے اوپر کو اٹھتا ہے اور چند مرحلوں بعد بلندیوں کو چھونے لگتا ہے اور اب (۲ کروڑ پر اکتفا کرنے سے) یہ افقی لائن پر آگیا ہے جو جمود کو ظاہر کرتا ہے' مثلاً اگر ۲ کروڑ سے ڈبل والے فارمولے کے ساتھ چلا جائے تو ۱۰ سال بعد ایک سال میں ۱۰۲۴ کروڑ احمدی ہوں گے اور کل ۱۰ سالوں میں ۲۰۹۶ کروڑ احمدی ہوں گے اور اگر ۲ کروڑ پر رک کر ہر سال اتنے کا ہی اعلان کیا جاتا رہے تو ۱۰ سالوں میں کل ۲۰ کروڑ احمدی ہوں گے جو کہ اوپر والی تعداد کا ۰.۹ فیصد بنتا ہے' گویا جماعت کی کارکردگی ۹۹ فیصد کم ہو گئی۔ ایسی صورت میں جماعت احمدیہ کے خدائی جماعت ہونے کا دعویٰ غلط ثابت ہو جائے گا۔

اب صورتحال یہ ہے کہ ہر ضلع یا جماعت کی کل تعداد سے ۱۵ گنا زیادہ کا ٹارگٹ پچھلے چھ سالوں میں مل چکا ہے اور بقول مرزا طاہر احمد صاحب کے یہ ٹارگٹ پورا بھی ہو چکا

ہے اب احباب جماعت کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر چھ سال پہلے ان کی عبادت گاہ میں عید کے دن ۱۱۰۰ افراد آتے تھے تو کیا اب ۵۰۰ یا ۶۰۰ افراد آتے ہیں؟ اس پر غور کرنے کے بعد یقیناً ان کو مایوسی ہوگی' وہ دیکھیں گے کہ ۱۵۰۰ تو کیا ۱۵ افراد بھی نہیں جن کا نیا اضافہ ہو۔ اب وہ یہ خیال کریں گے کہ جماعت تو جھوٹ نہیں بول سکتی' اصل میں ہمارے علاقے کی جماعتیں سست ہیں ادھر تو احمدی نہیں بڑھے' دوسرے شہروں میں ضرور ہوئے ہوں گے' اب جناب آپ کے کئی رشتہ دار دوست دوسرے شہروں میں ہوں گے' ان سے یہی سوال پوچھئے تو پتہ چلے گا کہ وہ بھی یہی سمجھ رہے ہیں کہ دوسرے شہروں میں لوگ احمدی ہو رہے ہیں۔ پورے پاکستان کا جائزہ لینے کے بعد بھی آپ جماعت کو جھوٹا نہیں سمجھیں گے کیونکہ آپ کے خون میں یہ شامل کر دیا گیا ہے کہ احمدی جھوٹ نہیں بولتے' حالانکہ بات بالکل الٹ ہے۔

اب اگر آپ کے دوست رشتہ دار لندن (انگلینڈ) میں ہوں تو ان سے پوچھیں کہ آپ کے علاقے میں کتنے انگریز (گورے) پچھلے سالوں میں احمدی ہوئے ہیں' تو یقیناً آپ کو سخت مایوسی ہوگی' ان کا جواب ہوگا کہ دوسرے ملکوں میں ہو رہے ہیں' اب خود غور کریں کہ جہاں مرزا طاہر احمد صاحب ۱۵ سال سے مقیم ہیں' جہاں جماعت کا ہیڈ کوارٹر بنا ہوا ہے وہاں پر بھی اگر ٹارگٹ پورا نہیں ہوا اور جس ملک میں پہلے ہیڈ کوارٹر تھا یعنی پاکستان' اس میں بھی ٹارگٹ پورا نہیں ہوا تو پھر دو کروڑ نئی ہونے والے بیعتیں کہاں ہوئی ہیں؟ کسی ایک افریقی ملک میں تو ہو نہیں سکتیں' کیونکہ ان ملکوں کی تو اپنی آبادی ہی کم ہے اور اگر اس مقدار کو ۵' ۶ ملکوں میں تقسیم کر دیا جائے تو یہ ایک حیران کن خبر بنتی ہے' جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دینا تھا کہ ان ملکوں کی ایک چوتھائی آبادی احمدی ہوگئی۔

جب پاکستان کی جماعتوں کو ہر سال ٹارگٹ مل رہا ہے اور وہ پورا بھی نہیں ہو رہا تو ٹارگٹ کے مکمل ہونے میں اچھی خاصی کمی ہوتی تھی۔ مگر اعلان ہوتا ہے کہ ٹارگٹ پورا ہو گیا ہے۔ یہ جماعت کا ایسا جھوٹ ہے جس کا پول کھلنے والا ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس جھوٹ سے احمدی حضرات کو ایک بڑا سہارا ملتا ہے۔ مورال بڑھتا ہے اور احمدیت کو چھوڑنے کے لئے پر تولنے والے حضرات کچھ دیر کے لئے پروگرام ملتوی کر دیتے ہیں۔ مگر جب جماعت کا تعلیم یافتہ اور باشعور طبقہ یہ دیکھے گا کہ ایک ایسی جماعت جس کا دعویٰ ہے کہ اسلامی تعلیم کا حسین نمونہ اس جماعت میں ہے۔ اس کا یہ حال ہے کہ وہ بڑا "سنجیدہ جھوٹ" بول رہی ہے تو یقیناً پھر جوق در جوق احمدی لوگ جماعت میں داخل ہوں گے۔

اگر آپ کسی ایسے گاؤں کا جائزہ لیں جہاں ۵/ ۷ گھر احمدیوں کے ہوں۔ تو آپ کو یہ بات ضرور ملے گی کہ پہلے فلاں فلاں گھر یا خاندان احمدی ہوتا تھا۔ پھر بعد میں مسلمان ہو گیا۔ فلاں گھر میں احمدی عورت آئی اور بعد میں مسلمان ہوگئی۔ فلاں عورت نے احمدی مرد سے شادی کی مگر اس عورت کے اثر سے مرد بھی مسلمان ہو گیا۔

اصل بات یہ ہے کہ جب کوئی نیا آدمی "شوشہ" چھوڑتا ہے۔ نیا مذہبی آئیڈیا دیتا ہے تو خاصے لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر جب حقیقت ان کے سامنے کھلتی ہے تو وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتے چلے جاتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے جب امام مہدی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو دیہات کے لوگوں نے (جو یقیناً ان پڑھ تھے) اس پرکشش نعرہ کو سنتے ہی بغیر کسی تحقیق کے فوراً قبول کر لیا۔ کیونکہ مسلمان تو ایک امام مہدی کے منتظر تھے ہی۔ جوں ہی پتہ چلا کہ ایسا کوئی دعوے دار آگیا ہے تو فوراً قبول کر لیا۔ مرزا صاحب نے ۱۸۸۹ء میں باضابطہ بیعت کا آغاز کیا تو ۱۹۰۲ء تک اچھی خاصی جماعت پیدا کر لی۔ جہلم میں مولوی برہان الدین صاحب جہلمی جو نیا محلہ میں ایک مسجد کے امام تھے۔ ۱۸۹۱ء میں بیعت کر آئے اور آکر اپنے شاگردوں کو بھی احمدیت میں شامل کر لیا۔ محمود آباد کے تمام بڑے اس مسجد میں قرآن وغیرہ پڑھنے جایا کرتے تھے۔ وہ سب مولوی برہان صاحب جہلمی کی وجہ سے احمدی ہو گئے۔ نبوت کا دعویٰ تو مرزا صاحب نے ۱۹۰۲ء میں کیا۔ جب مولوی برہان صاحب جہلمی اور دیگر لوگ مرزا صاحب کو اپنا پیر مان چکے تھے۔ تو انہوں نے اپنے پیر صاحب کے نئے دعویٰ کو عقیدہ کی وجہ سے مسترد نہ کیا۔ پھر مرزا صاحب کی ظلی اور بروزی اصطلاحات نے کسی کو بھی انکار کرنے نہ دیا۔ کیونکہ ان نئی

اصطلاحات نے علماء کو کنفیوز کر دیا۔ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جماعت کے افراد آہستہ آہستہ جماعت چھوڑتے چلے گئے' مگر اس دوران چندوں کے لامتناہی سلسلہ نے ایک ایسے نظام کو جنم دیا جو کہ وقتاً فوقتاً مرکز سے انسپکٹرز آکر چندہ جمع کرنے' حساب چیک کرنے' جماعت کو منظم رکھنے اور جماعت سے دور افراد کو چندہ دہندگان میں شامل کرنے کے لئے ان کے گھروں تک بار بار چکر لگا کر جماعت کے قریب کرنے کا سبب بنا۔ ۱۹۱۴ء میں مرزا غلام احمد کے بڑے صاحبزادے مرزا بشیر الدین محمود جو کہ اس وقت ۲۵ سال کے تھے مرزا صاحب کے دوسرے جانشین (خلیفہ) بنے' انہوں نے جماعت کو منظم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا' نئی تنظیمیں' نئے ادارے' نئے چندے اور نئی نئی اسکیمیں شروع کیں۔ ۱۹۶۵ء میں ان کی وفات تک جماعت خاصی منظم ہو چکی تھی' اس کے بعد مرزا ناصر احمد صاحب کے دور میں جماعت کم ہونا شروع ہو گئی۔ ۱۹۷۴ء میں پورے پاکستان میں جماعت کا حجم بہت سکڑ گیا ۱۹۸۲ء میں مرزا طاہر احمد نے انتظام سنبھالا تو جماعت میں زبردست جوش پیدا کر دیا' انہوں نے جماعت کو یہ فلسفہ دیا کہ اگر صرف ۱۰ فیصد آبادی احمدی ہو جائے تو حکومت جماعت کے ہاتھ آ سکتی ہے۔ ۱۹۸۲ء تا ۱۹۸۳ء ہر جماعت میں تبلیغ کے لئے ایک زبردست جوش پیدا کر دیا' ہر جوان کو ایک ایک احمدی کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا' ہر فرد کو اپنے گھر میں غیر احمدیوں کو چائے وغیرہ کی دعوت پر بلا کر تبلیغ کرنے کا پابند کیا اور جماعت نے بھی اس پر پوری طرح عمل کر کے خوب محنت کی' مگر نتیجہ مایوس کن رہا راقم اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے احمدی طلباً کا قائد (زعیم) تھا اور علامہ اقبال ٹاؤن' مسلم ٹاؤن' گارڈن ٹاؤن اور ماڈل ٹاؤن پر مشتمل جماعتی قیادت کا ایک اہم رکن تھا لہٰذا یہ باتیں ذاتی علم اور مشاہدے پر مبنی ہیں۔

اب صورتحال یہ ہے کہ باقی ماندہ احمدیوں کی چار نسلیں گزر چکی ہیں' اور اب نئی نسل جو کہ نسل در نسل احمدی ہے اس کا جماعت چھوڑنا خاصا تکلیف دہ ہے' جس طرح ایک ہندو کے گھر میں پیدا ہونے والا ہندو مذہب کو ہی سچا سمجھتا ہے بے شک وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرلے' دہریہ اپنے غیر مذہبی نظریہ پر قائم رہتا ہے' پارسی' سکھ' عیسائی اور یہودی گھرانوں میں پرورش پانے والے افراد اپنے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہیں۔

مرزا طاہر کا فلسفہ ہے کہ اگر صرف ۱۰ فیصد آبادی احمدی ہو جائے تو حکومت جماعت کے ہاتھ آ سکتی ہے

احمدی یہ جانتے ہیں کہ جماعت میں چندوں کی بھرمار پر بڑا زور ہے مگر اسلام کا بنیادی رکن زکوٰۃ بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے' تحریک جدید' وقف جدید' چندہ عام اور دیگر چندوں پر امام جماعت کے کئی درجن خطبے مل جائیں گے' مگر زکوٰۃ پر کوئی خطبہ دریافت نہ ہوگا' جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے خطابات تو ملیں گے مگر حج یا مناسک حج کے بارے میں کوئی خطبہ نہ ملے گا' جماعت کے تمام مرکزی عہدوں پر مرزا صاحب کے خاندان کے افراد کا قبضہ ہے ان کے لئے کسی قابلیت کی ضرورت نہیں' جبکہ ان کے نیچے کام کرنے والے جامعہ احمدیہ سے سات سالہ کورس کرنے کے علاوہ ۱۰/۲۵ سال فیلڈ کا تجربہ بھی رکھتے ہیں' جماعت کے بنیادی عہدوں یعنی مقامی امیر جماعت اور اس کی مجلس عاملہ کے لئے عہدے کا حقدار صرف وہی ہوگا جو چندے کا بقایادار نہ ہو' بے شک وہ اخلاقی و مذہبی تعلیم کے حوالے سے کیسا ہی کیوں نہ ہو جبکہ ایک نیک متقی اسلامی شعار کا پابند اگر مالی کمزوری کی وجہ سے چھ ماہ سے زائد چندے کا بقایادار ہے تو نہ وہ ووٹ دے سکتا ہے' نہ عہدہ لے سکتا ہے' تقویٰ اور پرہیزگاری پر پیسے کو ترجیح ہے' اس کے علاوہ بہت سی دوسری جماعتی زیادتیاں زبان زد عام ہیں' جن کو مضمون کی طوالت کی وجہ سے کسی اور مضمون کے لئے اٹھا رکھتا ہوں' ان سب خرابیوں کو جانتے ہوئے بھی وہ خاموش ہیں۔

جب سے پاکستان میں احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ہے مسلمانوں اور احمدیوں میں خاصی دوری پیدا ہو گئی ہے' جہاں کوئی مسلمان احمدی ہونے کی جرأت نہیں کرتا وہاں احمدی بھی اس دوری کو پار کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ خدا تعالیٰ احمدی نوجوانوں کو ہمت دے کہ وہ اس دوری کو عبور کر کے مسلمان ہو جائیں۔ (آمین)

اسلام میں علم کا مقام ومرتبہ

قرآن مجید ہی حقیقتاً مسلمانوں کے عروج وزوال کا باعث ہے جو قوم اسے اپنائے گی وہ بام عروج پر پہنچے گی اور جو اسے پس پشت ڈال دے گی وہ ذلیل وخوار ہو جائے گی..... (مدیر)

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے کیونکہ علم ہی وہ چیز ہے جو انسان کو اچھائی اور برائی' نیکی وبدی اور خیر وشر میں تمیز کرنا سکھاتی ہے اور اسے غلط راہوں کی طرف نکلنے سے روکتی ہے' پھر اگر علم صحیح نہ ہو تو دین بھی غلط ہو جائے گا اور لوگوں کے سارے اعمال اکارت ہو جائیں گے کیونکہ خدا کی مرضی اور اس کے احکام کو جاننے اور اس کی ممنوعات سے رکنے کا واحد ذریعہ علم ہے لہٰذا اگر علم غلط ہو جائے تو پھر لوگوں کے اعمال بھی غلط ہو جائیں گے۔ غرض خدا کی پہچان اور خدا کو جاننے اور معلوم کرنے کا واحد ذریعہ علم ہے' اسی بنا پر اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے۔

علم درحقیقت دین کا محافظ اور پاسبان ہے' اس لئے اسلام میں علم کے حصول کی ترغیب وتحریص جس انوکھے انداز میں کی گئی ہے وہ بلاشبہ اس کی ایک نمایاں ترین خصوصیت ہے' جس کی ادنیٰ سی جھلک بھی ہمیں دیگر مذاہب میں نہیں ملتی۔ علم کی تحصیل اس کی تعلیم وتدریس اور اس کی نشرواشاعت کی ترغیب اسلام میں بڑے انوکھے انداز میں دلائی گئی ہے اور بڑے موثر انداز سے اس پر ابھارا گیا ہے کیونکہ اسلام دنیا کا آخری مذہب ہے اور قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے لہٰذا ضروری تھا کہ اس کی تعلیمات بغیر کسی کھوٹ اور آمیزش کے قیامت تک اپنی صحیح حالت پر باقی رہیں اور اس کا فیض ہر خاص وعام کے لئے جاری رہے ورنہ یہودیت وعیسائیت کی طرح یہ دین بھی خلط ملط ہو کر اپنی افادیت کھو دیتا' اسلام میں جس طرح علم کی فضیلت اور اس کے آداب بیان کئے گئے ہیں' اسی طرح علم کے

محمد صدیق فضل

فتنے اور اس کی آفتوں کا بیان بھی پوری تفصیل سے موجود ہے' جو اس راہ میں کام کرنے والوں کے لئے تازیانوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس کا مقصد یہ ہے کہ اہل علم کو بھٹکنے یا غلط راہوں کی طرف نکلنے کا موقع نہ ملے بلکہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے انہیں پوری طرح ادا کرنے کی کوشش کریں۔

قرآن حکیم ہمارے دینی وشرعی اور فکری وتمدنی مسائل ومعاملات میں مرکز ومحور کی حیثیت رکھتا ہے' وہ ہمارے تمام پیش آمدہ مسائل حیات کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے' کیونکہ وہ ایک جامع اور ابدی کتاب زندگی ہے جو ہر دور میں انسانوں کے ساتھ چلتی ہے کیونکہ اس کے اتارنے والے کا علم ماضی' حال اور مستقبل کے تمام ادوار کا یکساں طور پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور اسی بنا پر اس میں ہر دور کے مسائل کا حل سمو دیا گیا ہے تاکہ وہ ہر دور کے انسان کے لئے رہنمائی بنے' مگر یہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے کہ ہم نے اس کتاب ہدایت اور کتاب زندگی سے رہنمائی حاصل کرنا اور مسائل حیات میں اس کی طرف رجوع کرنا چھوڑ دیا ہے' اسی بنا پر آج مسلمان حیران و پریشان ایک دوراہے پر کھڑے ہوئے منزل کی تلاش میں بھٹک رہے ہیں۔ منزل تو بالکل سامنے ہے۔ جس کا نقشہ وخاکہ اس کتاب ہدایت میں درج کر دیا گیا ہے' مگر اس کتاب سے چونکہ ہم نے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے لہٰذا آج وہ ہمارے لئے بالکل ایک اجنبی کی حیثیت اختیار کر چکی ہے' اگر ہم اپنی علمی وتعلیمی زندگی میں اس کتاب خداوندی کے ساتھ جب تک اچھوتوں کا برتاؤ کرتے رہیں گے ہماری گمراہیوں میں برابر اضافہ ہوتا جائے گا۔

موجودہ دور میں علم کی قدریں بدل گئی ہیں اور اس کا چہرہ غبار آلود ہو گیا۔ لہٰذا آج علم کا تزکیہ اور اس کی اصلاح وصفائی بہت ضروری ہے اور اس کے لئے ایک وسیع آپریشن کی ضرورت ہے تاکہ اس میں جو کھوٹ سرایت کر گیا ہے وہ دور ہو اور اس کا حقیقی چہرہ ایک آئینہ صافی کی طرح دنیا والوں کی نظر میں آجائے۔ دنیوی منافع کا حصول اگرچہ اصولاً غلط نہیں ہے مگر انہیں دین کے تابع ہونا چاہئے۔ مقصود اصلی محض رضائے الٰہی کا حصول ہو' جب تک یہ مقصد پیش نظر نہ رہے علم کا مرتبہ

بنت عبدالرحمٰن

پردہ؟

سورۃ احزاب کے رکوع ۸ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دے اپنی عورتوں کو اور اپنی بیٹیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں کو نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں' اس میں بہت قریب ہے کہ پہچانی پڑیں تو کوئی ان کو نہ ستائے اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔"

(ترجمہ شیخ الہند)

زمانۂ نبوت میں مدینہ کے ابتدائی دور میں جبکہ منافقین کا زور تھا تو منافق مدینہ منورہ کے گلی کوچوں میں گزرنے والی خواتین کو چھیڑا کرتے تھے' جب اس بارے میں ان سے دارو گیر کی گئی تو جواب میں کہنے لگے کہ ہم تو باندیوں کو چھیڑتے ہیں۔ اگرچہ ان کا یہ حیلہ بھی صحیح نہیں تھا لیکن اس وقت مسلمانوں کو پورا اختیار و اقتدار حاصل نہ تھا اس وجہ سے ان منافقین پر کوئی سزا جاری نہیں کی البتہ آزاد عورتوں کو چہروں پر چادریں جھکانے کا حکم دیا گیا تاکہ منافقین کے شر سے محفوظ رہیں یعنی آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ خوب اچھی طرح پردے کا اہتمام کریں' چہرے پر بڑی چادر جسے عربی میں "جلباب" کہتے ہیں۔ چادر کا ایک حصہ چہرے کے قریب کر کے لٹکا لیا کریں' تاکہ منافقین کو بہانہ نہ ملے ہر عورت کو چھیڑ کر یہ کہہ دینے کا کہ ہم نے تو باندی سمجھ کر چھیڑا۔ (واضح ہو کہ یہ ابتدا کی بات ہے جب منافقوں کا زور تھا بعد میں باندیوں کی حفاظت کا بھی انتظام کیا گیا)

اس شانِ نزول سے قطع نظر کیونکہ قرآن کریم کے احکامات کہیں ایک واقعہ یا کسی ایک زمانے اور قوم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے ہے' اس لئے اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کو پورا جسم اور چہرہ ڈھانک کر نکلنے کا حکم ہے' یہی حکم امت کی دوسری تمام خواتین کا بھی ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ پردہ میں اصل چیز چہرے کا چھپانا ہے' اس لئے کہ فساد چہرے ہی سے پھیلتا ہے' اس سے ان جدت پسندوں کے دعوے کی تردید ہو گئی جو کہتے ہیں کہ عورت کا چہرہ چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے بلکہ یہ مولویوں کی اپنی ایجاد کردہ چیز ہے۔

تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ پردہ کے لئے "جلباب" استعمال کرنے کا حکم ہے عربی میں جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں' جسے عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کپڑوں میں لپیٹنے کے ساتھ اپنے چہروں پر بھی اس کا ایک حصہ ڈال دیا کرو' موجودہ برقعہ اسی جلباب کی ایک ترقی یافتہ وجدید شکل ہے لہذا یہ کہنا کہ شریعت میں برقعہ کی کوئی اصلیت و ثبوت نہیں سراسر قرآن کریم سے جہالت کی دلیل ہے' البتہ آج کل کے بعض فیشن برقعے جو بجائے پردے کے فیشن و زینت کے طور پر استعمال کئے جاتے ہیں' اس حکم میں داخل نہیں بلکہ وہ تو مزید بد نگاہی کا سبب ہے اس لئے برقعہ ایسے کپڑے اور طرز کا ہونا چاہئے جو جاذب نظر نہ ہو کہ اس سے برقعہ کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔

شریعت مطہرہ نے صرف چہرے اور جسم کے پردے کا ہی حکم نہیں دیا بلکہ ہر ایسی چیز سے منع فرمایا ہے جو کسی انسان کے دل میں گناہ کا خیال پیدا کرے سورۃ احزاب ہی کے رکوع ۴ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"اے نبی! کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم نامحرم مرد سے بولنے میں (جبکہ ضرورتاً بولنا پڑے) نزاکت مت کرو کیونکہ اس سے ایسے شخص کو میلان قلبی ہو جائے گا جس کے دل میں روگ ہو بلکہ تم قاعدے کے موافق بات کرو جیسے پاکباز عورتیں اختیار کرتی ہیں اور تم اپنے گھروں میں ہی رہو اور زمانہ قدیم کی جہالت کے موافق بے پردہ ہو کر مت پھرو اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی

فرمانبرداری کرو۔"

ان آیات میں پہلے تو حکم دیا گیا کہ کسی غیر محرم سے اگر کبھی ضرورتاً بات کرنی پڑ جائے تو گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے طریقے پر اور اترا کر بات نہ کرے' اس لئے کہ جس طرح چال ڈھال اور رفتار کے انداز سے دل کھنچتے ہیں' اسی طرح گفتار کی نزاکت والے انداز کی طرف بھی کشش ہوتی ہے' پھر جبکہ عورت کی آواز میں فطری طور پر نرمی اور دل کشی ہوتی ہے تو پاکباز عورتوں کی شان یہ ہونی چاہئے کہ جب وہ غیر مردوں سے بات کرے تو بہ تکلف ایسا لب و لہجہ اختیار کرے جس میں خشونت اور روکھا پن ہو تاکہ کسی بدباطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے دوسرا حکم یہ ہے کہ اپنے گھروں میں ہی رہو اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے شب و روز گزارنے کا مکاں اس کا گھر ہے لیکن اگر اسے واقعی کوئی ایسی ضرورت ہے کہ جو بغیر نکلے پوری نہیں ہو سکتی اور شریعت نے بھی اس کی اجازت دی ہو تو شریعت کا حکم یہ ہے کہ اچھی طرح پردے کا اہتمام کر کے بقدر ضرورت نکل سکتی ہیں لیکن بلا ضرورت نکلنا اچھا نہیں۔

تیسرا حکم یہ ہے کہ زمانہ قدیم کی جہالت کے موافق بے پردہ ہو کر مت پھرا کرو' اس سے مراد وہ جہالت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب میں رائج تھی کہ عورتیں بے حیائی اور بے شرمی سے بلا جھجک بازاروں' میلوں میں اور سڑکوں پر بے پردہ ہو کر پھرتی تھیں اور اپنے حسن و جمال کو خوب ظاہر کرتی تھیں۔ جیسا کہ (اللہ معاف کرے) آج کل رواج بن گیا ہے کہ خوب اچھی طرح بن سنور کر فیشن کے لئے گلے میں دوپٹہ وغیرہ ڈال کر جس سے نہ سر چھپا ہوا ہوتا ہے نہ سینہ' چہرہ کھلا ہوا ہے لباس اس قدر چست کہ ہر عضو الگ الگ معلوم ہو جدھر دل چاہا چل پڑتی ہیں' کبھی مردوں کی بھیڑ میں گھس گئی تو کبھی دکاندار سے ہنسی مذاق میں لگی ہوئی ہیں نہ اپنے پرائے کی تمیز نہ غیر محرم سے بچنے کی فکر' نہ جانے یہ عورتیں کس طرف جا رہی ہیں؟ جس چیز کو قرآن کریم نے جہالت کہہ کر اس سے بچنے کا حکم دیا اور اس کو مٹانے کی پوری کوشش کی آج عقلوں پر ایسے پردے پڑ گئے ہیں کہ اسی کو ترقی سمجھا جا رہا ہے' اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے کہ ۔

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو ان سے آپ کا پردہ کیا ہوا؟
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

آج اس بے پردگی سے منع کرنے والوں کو دقیانوسی بنیاد پرست اور نہ جانے کن کن القابات سے یاد کیا جاتا ہے' یہ سب مغرب کی غلامی اور مغربی تعلیم کا نتیجہ ہے' لیکن اگر حقیقت کی نگاہ سے دیکھا جائے تو یہی ترقی مغرب کے لئے وبال بن گئی ہے اور اس کی سزا وہ بھگت رہے ہیں۔

بقیہ: اسلام میں علم کا مقام

بلند نہیں ہو سکتا۔ اس لحاظ سے ضروری ہے کہ علم اور اس کی تحصیل کے سلسلے میں اسلامی اصول و آداب اور اس کی شرائط کا جو بیان مختلف احادیث و آثار میں موجود ہے انہیں جدید انداز میں مرتب کر کے شائع کیا جائے تاکہ اس سے طلبہ کی اصلاح اور ان کی نیت کی درستی عمل میں آسکے اور اہل دنیا کو معلوم ہو کہ اسلام میں علم کا صحیح مقام و مرتبہ کیا ہے؟ اور یہ علماً کرام اور اہل علم حضرات کی ذمہ داری ہے۔ خلاصہ یہ کہ اسلام نے دنیا والوں کے سامنے صرف صحیح اور سچا علم ہی پیش نہیں کیا بلکہ علم کی تنقیح اور اس کی تجدید پر بھی زور دیا ہے اور اس کی اصلاح کے طور طریقے بھی بتائے ہیں تاکہ ہمیشہ اس کا آپریشن ہوتا رہے اور اس میں جو فاسد مواد سرایت کر چکا ہو وہ باہر نکل جائے ظاہر ہے یہ سارے انتظامات ایک ابدی دین و مذہب ہی کر سکتا ہے۔ اور ایک آخری آسمانی کتاب کے ذریعہ یہ مراحل طے کئے جا سکتے ہیں کیونکہ قرآن مجید ہی حقیقتاً مسلمانوں کے عروج و زوال کا باعث ہے جو قوم اسے اپنائے گی وہ بام عروج پر پہنچے گی اور جو اسے پس پشت ڈال دے گی وہ ذلیل و خوار ہو جائے گی۔

اظہار خیال یا تذکیر خیال

زبان ایک بیش بہا عطیہ خداوندی ہے' اس کو لغو اور فضول گفتگو میں استعمال کرتے رہنا نعمت خداوندی کی ناقدری کے مترادف ہے' زبان کو ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر فضول گفتگو سے محفوظ کیجئے' اس سلسلے میں جناب زاہد منیر عامر صاحب کی تحریر ملاحظہ فرمائیے .... (مدیر)

زاہد منیر عامر

انسان اپنی زندگی میں بہت کچھ دیکھتا ہے اور اس سے کہیں زیادہ سوچتا ہے' لیکن یہ ضروری نہیں کہ انسان جو کچھ دیکھتا ہے اور جو کچھ سوچتا ہے اسے حرف بحرف لوگوں میں بیان بھی کرتا پھرے بلکہ چاہئے یہ کہ صرف وہ گفتگو جو دوسروں کے لئے نافع ہو جو لوگوں کی بھلائی کی خاطر کی جائے اور بے کار اور زائد از مقصد باتوں سے گریز کیا جائے۔

بعض لوگوں کے نزدیک زبان کا کام ہر وہ بات بیان کرنا ہے جو کہ انسانی ذہن سوچتا ہے ان کے الفاظ میں زبان اظہار خیالات کا ذریعہ ہے' حالانکہ زبان صرف اظہار خیالات کا ذریعہ نہیں بلکہ تزکیر خیالات کا ذریعہ بھی ہے۔

گولڈ اسمتھ نے اپنے ایک مضمون میں زبان کی اس تعریف کو بالکل غلط قرار دیا ہے اور اپنے محکم دلائل سے ثابت کیا ہے کہ زبان کی یہ تعریف صرف حواس باختہ اور قطرب زدہ لوگوں پر ہی صادق آسکتی ہے۔ صحیح الدماغ اشخاص کے لئے زبان کی یہ تعریف درست نہیں ہے ایک اور بڑے یونانی فلسفی نے کہا تھا: "اگر میں اپنے تمام خیالات کو لوگوں پر ظاہر کروں تو فی الفور پاگل قرار پاؤں۔"

بعض لوگ زبان کو محض اس لئے کثرت سے استعمال کرتے ہیں کہ وہ اس طرح زندگی کی تلخ حقیقتوں سے وقتی طور پر فرار حاصل کرتے ہیں' اور بعض لوگ زبان کو اس لئے کثرت سے استعمال کرتے ہیں کہ وہ اس ذریعہ سے دوسروں کو محظوظ کرنا چاہتے ہیں لیکن ایسے لوگ یہ نہیں جانتے کہ زبان کے بکثرت استعمال سے کیا کیا خرابیاں ظہور پذیر ہوتی ہیں' بسا اوقات دوران گفتگو روانی میں یا ازراہ مذاق کوئی ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے جو کسی دوسرے کے لئے حد درجہ تکلیف اور دکھ کا موجب بن جاتی ہے کہنے والا بات کہہ دیتا ہے مگر دوسرا مدت تک اس کی زبان کا لگایا ہوا زخم چاٹتا رہتا ہے اور پھر انسان جب بکثرت بولنے لگ جاتا ہے تو اس کے اندر کا غرور بھی ابھر کر سامنے آجاتا ہے اور اس کی زبان تفاخر و تکبر کا ذریعہ بن جاتی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حد درجہ ناپسندیدہ رویے ہیں۔ اسلام نے دوسرے تمام اخلاقی پہلوؤں کی حفاظت کی طرح حفاظت زبان پر بھی بہت زور دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے تمام مفکروں سے سینکڑوں برس پہلے کم بولنے کو عبادت قرار دیا تھا ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "البلاء موکل بالمنطق" مسلمانوں کو ذکر الٰہی کی ترغیب دینے میں ایک یہ حکمت بھی پوشیدہ ہے کہ اس طرح انسان کی زبان ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر فضول گفتگو سے محفوظ ہو جائے گی اور انسان صرف ضرورت کی بات کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کے اختصار کے بارے میں فرمایا: "مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم ہے کہ بات کرنے میں اختصار سے کام لے کیونکہ بات میں اختصار ہی بہتر ہوتا ہے۔" (سنن ابی داؤد)

زبان وہ ذریعہ ہے جو جنت میں بھی لے جا سکتا ہے اور جہنم میں بھی' اس لئے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "تم مجھے گوشت کے دو لوتھڑوں کی حفاظت کی ضمانت دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں ایک وہ جو تمہارے دو زانوں کے درمیان ہے اور دوسرا جو تمہارے دو جبڑوں کے درمیان ہے۔"

ہمارے یہاں بالعموم زبان کی حفاظت کی طرف توجہ نہیں دی جاتی اور ہر وقت دوسروں کے بارے میں تبصرے' تاثرات' تنقیدات اور دوسری فضول گفتگو کا سیلاب جاری رکھا جاتا ہے اس حرکت سے نہ جانے صبح و شام ہمارے اعمال نامہ میں کتنے گناہوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ روزمرہ کی گفتگو

میں عدم احتیاط کس قدر پکڑ کا سبب بن سکتی ہے اس کا اندازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے لگایا جاسکتا ہے: ”کبھی آدمی کی زبان سے شر کی کوئی ایسی بات نکل جاتی ہے جس کی برائی اور خطرناکی حدود وہ خود بھی نہیں جانتا مگر اللہ تعالیٰ اس کی اس بات کی وجہ سے آخرت کے قیام تک کے لئے اپنی ناراضی اور اپنے غضب کا فیصلہ فرماتے ہیں۔“ (شرح السنۃ للبغوی)

ہمیں ان احادیث مبارکہ کی روشنی میں اپنا اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم دن میں کتنی باتیں ایسی کرتے ہیں جو بے مقصد ہوتی ہیں اور جن میں ایسے جملے بھی آجاتے ہیں جو کسی کی توہین یا تضحیک پر مشتمل ہوتے ہیں اور جن سے ہم بندوں کی ناراضگی کے علاوہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی بھی مول لیتے ہیں بالخصوص جب ہم بے کار بیٹھ کر بعض لوگوں پر تبصرے شروع کر دیتے ہیں اور ان تبصروں میں ہم ان لوگوں کی جو ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے برائیاں بھی بیان کرتے ہیں وہ برائیاں جو ان میں موجود ہوتی ہیں اور وہ بھی جو ان میں موجود نہیں ہوتی، بلکہ محض ہمارا گمان ہوتا ہے کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائیاں بیان کرنا غیبت کہلاتا ہے اور غیبت کرنے کو حدیث شریف میں اپنے حقیقی بھائی کا گوشت کھانے کے برابر بتایا گیا ہے ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! ایسی برائیں جو کسی میں فی الواقع موجود ہوں بیان کرنا بھی غیبت کہلاتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں یہی تو غیبت ہے! ایسی برائیاں جو کسی میں فی الواقع موجود نہ ہوں اور اپنی طرف سے گھڑ کر بیان کی جائیں تہمت کہلاتی ہیں اور اس کا عذاب غیبت سے زیادہ ہے۔“

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح دوسروں کی برائیاں بیان کرنے سے منع فرمایا ہے اسی طرح کسی کی اچھائیوں کو بے جا انداز میں بیان کرنے سے بھی منع فرمایا ہے کیونکہ اس سے ممکن ہے کہ وہ شخص جس کی اعتدال سے بڑھ کر تعریف کی جارہی ہو تیجی میں آجائے اور اپنے اندر غرور اور تکبر کو جگہ دے بیٹھے جو اس کے لئے خرابی کا باعث بنیں۔ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صاحب نے کسی دوسرے کی تعریف میں بد احتیاطی کی اور اس میں غلو سے کام لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم نے اس کی گردن کاٹ دی۔“ (بخاری) یعنی تم نے ایسا کام کیا جس سے وہ ہلاک ہو جائے گا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا مختصر یہ کہ زبان انسانی جسم کا حساس ترین عضو ہے اور یہ جس قدر حساس ہے اسی قدر نازک بھی ہے کہ اس کی حفاظت کی طرف خاص کر توجہ دی جائے۔

زبان اس کو نہ سمجھو ہے یہ اک آفت کا پرکالا
جو نہ رکھوگے قابو میں تو کر دیتا ہے تہ و بالا

☆☆☆☆

حکومت پاکستان قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنائے‘
توہین رسالت کے قانون میں کسی تبدیلی کی اجازت نہیں دی جائے گی‘
طالبان کے خلاف کارروائی مسلمانوں کے خلاف کارروائی سمجھی جائے گی۔

چودھویں ختم نبوت کانفرنس بدمنگم میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ مولانا حیدری اور دیگر علماء کرام کا خطاب

برمنگھم (رپورٹ محمد جمیل خان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک طویل عرصہ سے یہ مطالبہ ہے کہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنایا جائے اور ان کی ارتدادی سرگرمیوں کی کسی صورت میں اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر حکومت پاکستان نے توہین رسالت کے قانون کے طریقہ کار میں تبدیلی کا فیصلہ کیا تو حکومت کے اس اقدام کی بھرپور مزاحمت کی جائے گی۔ قادیانیوں کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ وہ جھوٹے مدعی نبوت کی پیروی چھوڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ حاصل کرلیں اسی میں ان کی نجات ہے۔ طالبان حکومت اسلامی حکومت ہے‘ ہر مسلمان ان کی حمایت مذہبی جذبہ سے کرتا ہے۔ اس کے خلاف کارروائی مسلمانوں کے خلاف کارروائی سمجھی جائے گی۔ ان خیالات کا اظہار چودھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم سے کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف لدھیانوی‘ مولانا عبدالغفور حیدری‘ مولانا سید اسعد مدنی‘ ڈاکٹر خالد محمود سومرو‘ مولانا اشرف علی‘ مولانا عبیدالرحمن‘ مولانا فداء الرحمن درخواستی‘ مولانا محمد اکرم طوفانی‘ مولانا اللہ وسایا‘ مولانا محمد سلیم دھورات‘ قاری خلیل احمد بندھانی‘ مفتی محمد اسلم‘ مولانا ابوالراشدی‘ مولانا نورالاسلام‘ مفتی منیر احمد اخون‘ صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا عبدالرشید ربانی‘ مولانا منظور احمد الحسینی‘ طہٰ قریشی‘ صاحبزادہ احمد عثمان ایڈووکیٹ‘ مفتی خالد محمود اور دیگر علماء کرام نے خطاب کرتے ہوئے مزید کہا کہ ایک طویل عرصہ سے قادیانی گروہ اسلامی عقائد کے خلاف کھلم کھلا تبلیغ کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کررہا ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کے سدباب کے لئے کوشاں ہے‘ لیکن نہ انگریزوں کے قوانین نے اور نہ ہی پاکستان کے حکمرانوں نے آئین پاکستان کا پابند بنایا‘ جس کی وجہ سے ہروقت فسادات کا خطرہ رہتا ہے۔ آج قادیانی دنیا بھر میں جھوٹا پروپیگنڈہ کرکے سیاسی مفادات اور سیاسی پناہ حاصل کررہے ہیں‘ آج ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ایک بھی ظلم ثابت نہیں کیا جاسکا۔ حکومت پاکستان قادیانیوں کے اس مذموم پروپیگنڈہ کو روکنے کے لئے سفارتی سطح پر اقدامات کرے۔ اللہ کے فضل و کرم سے اب قادیانی دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوگئے ہیں جلد ہی فتنہ قادیانیت اپنے انجام کو پہنچ جائے گا۔ کانفرنس کی صدارت حضرت اقدس شیخ المشائخ خواجہ خواجگان مولانا خان محمد نے کی جبکہ دارالعلوم کراچی کے استاذ القراء قاری عبدالملک کی تلاوت سے آغاز ہوا۔

صابر حسین (سابق قادیانی) کا تجدید ایمان و نکاح

پشاور (نمائندہ خصوصی) قادیانی غیر مسلم اقلیت کے افراد ارتداد کے جال میں مسلم نوجوانوں کو گرفتار کرنے کی کوششوں میں اپنے پرانے ارتدادی حربے زن' زر' زمین اور نوکری' چھوکری کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں اسی ارتدادی سرگرمیوں کے سلسلہ میں پشاور کے علاقہ ہشت نگری کا سعید نامی دکاندار جس نے دکانداری کی آڑ میں قادیانیت کے پرچار کا اڈہ کھول رکھا ہے علاقہ کے نوجوانوں کو سیر کے بہانے چناب نگر کی قادیانی چڑیلوں کا درشن کرانے اپنے ہمراہ لے کر گیا' چناب نگر میں مسلم نوجوانوں نے کیا دیکھا اور کیا کیا؟ اس کے متعلق جانے والوں یا پھر لے جانے والوں کو علم ہوگا ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن "تاریخ محمودیت" کے صفحات اس کے گواہ ہیں کہ چناب نگر کے مرزائی خلیفہ کے قصر خلافت کی طرح وہاں دن سوتے اور راتیں جاگتی ہیں۔ بقول ایک مرزائی جس کا ذکر آنجہانی مرزا محمود نے اپنے خطبہ میں کیا اور الفضل نے اسے شائع کیا اور مسلمانوں کو خبر ہوئی کہ مرزائی کہتا نہیں بلکہ لکھتا ہے کہ: "مرزا غلام احمد کبھی کبھی زنا کرتا تھا اور مرزا محمود ہر وقت زنا کرتا ہے۔" اس ہر وقت کے زنا پر تجھ پر اعتراض ہے واہ مرے مرزائی عقل کے اندھے بڈھے کے زنا پر اعتراض نہیں؟ چھوٹا تو اس ہی کو سیکھ کر اس پر عمل کرے گا۔ آنجہانی مرزا قادیانی سے اس کے بیٹے نے مرزا محمود آنجہانی نے یہی تو سیکھا تھا۔ "تذکرة المہدی" میں بڈھے کی بات ایک مرزائی نے جو لکھی ہے جلی حروف کو چھوڑیے وہ تو اتنے غلیظ ہیں کہ توبہ ہی بھلی' جو عام رسم الخط میں ہیں وہ کچھ یوں ہیں کہ:

"ایک دفعہ مرزا غلام احمد قادیانی نے زنا کیا اور اس کا......... آگے الفاظ کے متعلق قومی اسمبلی کے ۱۹۷۴ء کو اسپیکر نے یہ کہہ کر پڑھنے سے انکار کیا کہ ان مرزائیوں کی ذہنیت ہی گندی ہے دفع کرو اور چھوڑو اس کے سوال کو۔" (تذکرة المہدی)

شہر سدوم "تاریخ محمودیت" سے چناب نگر کے اس بازار کے متعلق اچھی طرح معلومات ملتی ہیں۔ بابت پشاور کے قادیانی سعید کی نوجوانوں کو ہمراہ لے کر چناب نگر کی ہے۔ چناب نگر مسلم نوجوانوں میں صابر حسین بھی تھا جو بقول اس کے وہ قادیانیت کے ارتدادی جال میں گرفتار ہو گیا' سعید کے ساتھ وہ مرزائی اڈے عبادت کے لئے بھی جاتا' ان کے اجلاسوں کی رونقیں بھی بڑھاتا' مرزائیت کا پرچار بھی کرتا' اس طرح پکا قادیانی ہو گیا جس کا اعلان اس نے خود تحریری اسٹامپ پر مجمع عام میں مرزائیت سے تائب ہو کر تجدید ایمان کے موقع پر حاجی ملک غلام صابر خطیب مسجد تقویٰ علاقہ ہشت نگری میں کیا اور تجدید نکاح کے موقع پر بھی تحریراً یہی کچھ کہہ کر مرزائیت کے گندے عقائد سے توبہ کی جس پر ایک سادہ تقریب میں امیر مجلس پشاور جناب مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی نے اس کو مسلمان کیا۔ معززین علاقہ اور گواہوں کی موجودگی میں نکاح پڑھایا' تجدید نکاح کے شرعی فتویٰ کے متعلق بھی صابر حسین نے اپنے مرتد ہونے کا اقرار کرتے ہوئے تائب ہونے کا اعلان تحریر کیا۔ ان تمام تحریری ثبوت کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور ناظم اور مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا نور الحق نور نے علاقہ پولیس کو تحریری درخواست دی کہ مرزائیت کے پرچار اور مسلمانوں کو قادیانی بنانے کے مجرم سعید احمد قادیانی کے خلاف تعزیرات پاکستان کے مطابق فوری کارروائی کی جائے' علاقہ پولیس نے حکام بالا سے مشورہ کے بعد ملزم سعید کے خلاف قانونی کارروائی کا فیصلہ کرتے ہوئے سعید احمد کو گرفتار کیا اور موقع پر ملزم سے قادیانی لٹریچر' کمانے بھیجے مرزا غلام احمد قادیانی نور الدین اور مرزا محمود وغیرہ کے فوٹو' قرآنی آیات کلمہ طیبہ کے لگے ہوئے چارٹ' مرزائی ترجمہ قرآن وغیرہ برآمد ہوئے۔ اس موقع پر علاقہ کے مسلمانوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین ملک حاجی صابر صاحب ان کے رفقا کا شکر ادا کیا کہ ان کی سعی اور کوششوں سے پھر ایک مسلمان نوجوان کو دامن رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستگی نصیب ہوئی' مسلمانوں نے پولیس کی بروقت فوری کارروائی پر علاقہ پولیس کو زبردست خراج تحسین پیش کیا' وکلاء کے ایک وفد نے ایک پینل تشکیل دیتے ہوئے عالمی مجلس پشاور کے قائدین کو بلا معاوضہ ہر قسم کے قانونی تعاون کی پیشکش کی' اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور نے ان تمام مسلمانوں کو مبارک باد دی' جن کے مکمل تعاون سے یہ تمام کارروائی عمل میں لائی گئی۔ مجلس نے تمام مسلمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان سے اپیل کی کہ مرزائی غیر مسلم اقلیت کی ارتدادی سرگرمیوں سے خبردار ہونے کی اطلاع فوری طور پر مجلس کو پہنچائیں یا پھر فوری طریقہ سے پولیس اسٹیشن پر اطلاع کریں' یہ کام جس قدر جلد کر سکیں کریں اس میں قطعاً غفلت نہ کریں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب مسلمانوں کا نبی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس اور تاج ختم نبوت کی حفاظت ہم سب کا دینی فریضہ ہے۔

کارروائی اجلاس کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت

کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی نگرانی میں مجلس تحفظ ختم نبوت کانپور نے اکتوبر ۱۹۹۸ء میں جامع العلوم پٹکاپور کانپور میں سہ روزہ تربیتی کیمپ لگایا تھا اور ۱۱/ اکتوبر کو حلیم مسلم کالج کانپور کے وسیع و عریض میدان میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی تھی ان پروگراموں سے علاقہ بھر میں قادیانی فتنہ کی خلاف علماء کرام اور عامۃ المسلمین کے طبقہ میں زبردست بیداری آئی۔ متعدد قادیانی افراد کانفرنس کے موقع پر اور اس کے بعد تائب ہو کر دوبارہ مشرف باسلام ہوئے۔ دیگر مسلم تنظیموں نے بھی رد قادیانیت کے موضوع کی اہمیت کو محسوس کیا۔ چنانچہ امسال ۱۹/ جون ۱۹۹۹ء انجمن فروغ سنت کانپور نے حلیم کالج روڈ پر ایک عظیم اجلاس تحفظ ختم نبوت کا اہتمام کیا اور کل ہند مجلس کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند سے تاریخ کی منظوری لے کر اجلاس کی تیاری بہترین انداز پر شروع کی بفضلہ تعالیٰ شاندار طریقہ پر یہ اجلاس کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ ناظم نشرواشاعت اجلاس جناب مفتی اقبال احمد صاحب کی ارسال کردہ رپورٹ شریک اشاعت کی جارہی ہے۔

کارروائی اجلاس تحفظ ختم نبوت:

منعقدہ: ۱۹/ جون ۱۹۹۹ء مطابق ۴/ ربیع الاول ۱۴۲۰ھ بروز شنبہ بعد نماز عشاء بمقام حلیم کالج کانپور:

کانپور ۲۰/ جون انجمن فروغ سنت کانپور کے زیر اہتمام چمن گنج حلیم کالج روڈ پر ایک اہم اجلاس بعنوان تحفظ ختم نبوت منعقد ہوا تھا' جلسہ کو سماعت کرنے کے لئے کانپور و اطراف کے غیور مسلمان ہزاروں کی تعداد میں وقت مقررہ پر (بعد از عشاء) جمع ہو گئے تھے۔ اجلاس کی اہمیت کے پیش نظر سامعین کی کثرت تعداد توقع کے مطابق تھی اجلاس کے منتظمین نے اپنے انتظامات وسیع تر کر لئے تھے' لیکن اس کے باوجود فرش اور کرسیوں پر مجمع نہ سما سکا اور مجمع کی ایک بڑی تعداد کھڑے ہی کھڑے پروگرام سنتی رہی۔ اجلاس کے کنوینر جناب الحاج قمر الدین انصاری بڑی فکر مندی سے اجلاس کے نظم و نسق میں ہمہ تن مصروف تھے' ساتھ ہی جناب نواب ضیاء بابو اکرم' مفتی اظہر صاحب وغیرہ بھی پیش پیش تھے۔ جلسہ کی صدارت صدر انجمن حضرت مولانا الحاج مفتی منظور احمد صاحب مظاہری قاضی شہر کانپور انجام دے رہے تھے' جبکہ جلسہ کی نظامت کے فرائض مولانا محمد سمیع اللہ قاسمی مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ مظہر العلوم (مسجد نقشوشاہ) نے انجام دیئے۔ جلسہ کا باضابطہ آغاز حضرت مولانا قاری عبدالباری صاحب امام مسجد خیر (زیر تعمیر مسجد رویم چوراہا) کی سوز و گداز سے بھی بھرپور قرأت سے ہوا' تلاوت کلام کے بعد عزیزم سہیل سلمہ متعلم مدرسہ جامعۃ العلوم نے عشق و محبت میں ڈوبی ہوئی نعت رسول سے سامعین کو محظوظ کیا۔

حضرت مولانا محمد یامین صاحب کی تقریر:

اجلاس کو خطاب کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد یامین صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند کو دعوت دی گئی' موصوف نے ایک گھنٹہ کی اپنی تقریر میں سامعین کے سامنے ختم نبوت کی پوری تشریح کے ساتھ ساتھ قادیانیت کو پوری طرح بے نقاب کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ سارے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں تو صرف یہی عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں' لیکن سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس عقیدہ کے ساتھ کہ وہ اللہ کے نبی و رسول ہیں' یہ بھی عقیدہ رکھنا فرض ہے کہ وہ خاتم النبیین بھی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے' اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے نبی گزرے ہیں وہ قیامت کے قریب آسمان سے بحیثیت امتی تشریف لائیں گے' یعنی آپ اپنی شریعت کی دعوت نہیں دیں گے' بلکہ دین اسلام کے خود بھی تابع ہوں گے اور دوسروں کو بھی اسی شریعت اسلامیہ پر چلائیں گے' اسی کے مطابق فیصلے فرمائیں گے' اس مسئلہ کی پوری وضاحت کے بعد نبوت کے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کے مختلف دعاوی اور متضاد حالات اور وحیوں کا تذکرہ کر کے بتایا کہ قادیانی فتنہ انگریزی سازش کا نتیجہ ہے جو ہندوستان میں پھر سے اپنے بال و پر نکال رہا ہے' اہل اسلام کو باخبر رہنے کی ضرورت ہے۔

حضرت مولانا مفتی منظور احمد صاحب کا وضاحتی بیان:

آپ کے خطاب کے بعد صدر انجمن و صدر جلسہ حضرت مولانا الحاج مفتی منظور احمد مظاہری قاضی شہر کانپور نے اجلاس کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک اصولی گفتگو فرمائی' آپ نے فرمایا کہ ہندوستان جو سیکولر اسٹیٹ ہے اس میں ہر شخص کو مذہبی آزادی ہے لیکن دوسرے مذہب کی آڑ میں کسی مذہب کی غلط تشریح کرنا اور مذہب کو اپنے باطل عقائد کے پرچار کے لئے استعمال کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔ ہندوستان میں بہت سے مذاہب کے ماننے والے ہیں ہم کسی کے خلاف

مجلسیں منعقد نہیں کرتے لیکن قادیانیت جو در حقیقت اسلام کے مطابق ایک مستقل مذہب ہے اور ہر چیز اسلام کے مقابلہ میں ان کے یہاں مسلم ہے' لیکن چونکہ وہ اپنے مذہب کے پرچار نئے مذہب کے نام سے نہیں کرتے بلکہ اپنے مذہب کو اسلام کے نام سے ہی پھیلاتے ہیں اور اسی کو حقیقی اسلام کا نام دیتے ہیں' اسلام کا کلمہ پڑھ کر اس کا مطلب یعنی محمد رسول اللہ کا مصداق وہ نعوذباللہ قادیانی ملعون کو قرار دیتے ہیں' اس طرح سیدھے سادھے مسلمانوں کو اسلام کے نام پر قادیانیت کی طرف لے جاتے ہیں' اس لئے ہم کو اپنے مسلمان بھائیوں کے اسلام کے تحفظ کی خاطر اس اجلاس وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے اگر وہ کھلم کھلا اپنے نئے مذہب کا اعلان کر دیں' اسلام کا لیبل اپنے باطل عقائد پر لگانا چھوڑ دیں تو ہمارا ان سے کوئی لینا دینا نہیں وہ آزادی سے اپنی باتیں پھیلائیں۔ آپ نے ۱۱/ اکتوبر ۱۹۹۸ء کے موقع پر کانپور میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے جو مہم چلی تھی اس کی مفید کارگزاری اور بہتر نتائج کی طرف بھی اشارہ کیا اور بتایا کہ گزشتہ سال ۱۱/ اکتوبر کو حلیم کالج گراؤنڈ کے اجلاس تحفظ ختم نبوت کے نتیجہ میں ہمارے کئی مسلمان بھائی جو قادیانیوں کے چنگل میں چلے گئے تھے وہ اس مسئلہ کو جب سمجھ گئے تو انہوں نے سچی پکی توبہ کی اور دوبارہ اسلام میں داخل ہو گئے اس قسم کے متعدد واقعات پیش آئے "اور آپ نے بتایا کہ آئے دن اس قسم کے مسائل ہمارے سامنے آتے رہتے ہیں' جس کی وجہ سے ہم کو اس مسئلہ کا احساس ہے۔" آپ نے قادیانیوں کو کچھوے سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا کہ جب ان کو مسلمانوں کی طرف سے سرگرمی کی بھنک لگتی ہے تو وہ اپنے ہاتھ پاؤں چہرہ سمیٹ لیتے ہیں اور جب سناٹا محسوس کرتے ہیں تو اپنے بال و پر نکال لیتے ہیں" آپ نے قادیانیوں کو متنبہ کیا کہ وہ تائب ہو جائیں اور اپنی مذموم حرکات سے باز آ جائیں اور یہ سمجھ لیں کہ انشاء اللہ وہ کبھی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب کا پر مغز خطاب:

صدر محترم کی صدارتی تقریر کے بعد اس اجلاس کے خصوصی مقرر حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت نے حاضرین کو مفصل خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کی ایسی علمی تشریح فرمائی' جس سے وحدانیت کا بھی ثبوت ہو گیا ساتھ ہی نبوت و رسالت کی بھی انسانیت کو ضرورت ہونا واضح ہو گیا اور سلسلہ انبیاء پر کلام کرتے ہوئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں رسالت و نبوت کے سلسلہ سمٹ آنے کو علمی لیکن عام فہم انداز میں حل فرمایا پھر آپ نے کسی نئے نبی کی ضرورت نہ ہونے کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ جب قیامت تک کے لئے خاتم النبیین کا آفتاب نبوت جگمگا رہا ہے تو اب نیا نبی اپنا چھوٹا سا چراغ لے کر اس آفتاب کے ہوتے ہوئے کیا کرے گا؟ اس لئے عقلی اعتبار سے بھی کسی نئے نبی کی ضرورت کا سوال ہی نہیں اٹھتا پھر آپ نے قادیانی وسوسوں کا بھی جواب دیا اور بتایا کہ آپ کی نبوت کا پیغام قرآن و حدیث کو لے کر صحابہؓ اور آپ کے جانشینوں نے سارے عالم میں پھیلا دیا ہے اور قیامت تک یہ دین محفوظ رہے گا' اس لئے بھی نئے نبی کا تصور ہی بے معنی ہے' آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے انبیاء علیہم السلام کی عصمت اور صحابہؓ کی عظمت و حفاظت کا بھی ذکر کیا اور بعض حضرات کی صحابہؓ کے بارے میں غلط روش کی نشاندہی فرمائی آپ کی پوری تقریر انتہائی علمی جامع اور پر مغز تھی آپ نے مفصل خطاب کے آخر میں قادیانی فتنہ کے مقابلہ کو پوری امت مسلمہ کی ذمہ داری بتایا۔ آپ کی تقریر ۱۲/ بجے سے ڈھائی بجے تک جاری رہی اور بیان کے بعد آپ ہی کی دعا پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

اس اہم اجلاس میں کثیر تعداد میں مقامی علماء کرام شریک تھے بعض اہم علماء کرام کے اسماء گرامی یہ ہیں: حضرت مولانا افتخار احمد صاحب قاسمی' حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب مظاہری' حضرت مولانا وکیل احمد صاحب قاسمی' حضرت مولانا فرید تائب صاحب لکھنوی' مولانا فخرالدین قاسمی' مولانا سید مختار الحسن جامعی' مولانا مفتی اقبال احمد قاسمی' مولانا محمد انعام اللہ قاسمی وغیرہ شامل تھے اس اجلاس کے دوران بعض اہم لوگوں کو تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر دارالعلوم دیوبند کا مطبوعہ لٹریچر بھی مفت تقسیم کیا گیا۔

ضلع کشن گنج (بہار) میں تیرہ افراد کی قادیانیت سے توبہ

فروری ۱۹۹۹ء میں دارالعلوم بہادر گنج میں چار روزہ تربیتی کیمپ اور کانفرنسیں زیر اہتمام مجلس تحفظ ختم نبوت قدیم پورنیہ کا انعقاد ہوا تھا۔ اس کے مفید نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ چنانچہ موضع سرائے کوری ضلع کشن گنج میں ۸/ افراد نے قادیانیت سے تائب ہو کر دوبارہ اسلام قبول کیا ہے جن کے نام یہ ہیں: "محمد تصنیف حسین' محمد یونس' شمشاد عالم' محمد مسلم' مجیب الرحمن' عبدالقیوم' محمد قربان علی' مہربان علی۔" موضع بھوال لوہاگاڑ ضلع کشن گنج میں پانچ افراد بھی قادیانیت سے تائب ہوئے ان کے نام یہ ہیں: "اصل الدین' محمد انوار عالم' سلومیاں' اسرار الحق' محمد فراز۔"

موضع بارہ متی کے غیاث الدین صاحب کے لڑکے اس ماہ میں قادیان سے واپس آنے والے ہیں' تربیتی کیمپ اور کانفرنس سے الحمدللہ پورے علاقہ میں قادیانیت کا مکروہ چہرہ مسلمانوں کے سامنے آ گیا ہے اور بیداری کی اس مہم کو باقی رکھنے کے لئے اکثر علماء کرام جمعہ کی تقریروں میں اس موضوع پر بھی گفتگو کرتے ہیں۔ ناچیز نے ضلع آریہ' کشن گنج' پورنیہ اور کٹیہار کا پروگرام بنایا ہے اور ایک مرتبہ چاروں اضلاع میں پروگرام کر چکا ہے۔ علماء کرام رد قادیانیت کے کام میں تعاون کر رہے ہیں' ان حضرات کی ایک میٹنگ جلد ہی کرنے کا ارادہ ہے' برسات کے بعد چند مقامات پر تحفظ ختم نبوت کے عنوان پر اجلاس منعقد ہوں گے' جن میں کل ہند تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی طرف سے علماء کرام کی تشریف آوری ضروری ہے۔

دنیا بھر کے مناظرین و مبلغین اور فتنہ قادیانیت کے خلاف کام کرنے والوں کے لئے عظیم خوشخبری

ختم نبوت پاکٹ بک

مسئلہ ختم نبوت' رفع و نزول عیسیٰ علیہ السلام اور کذب مرزا پر امت محمدیہؐ کے علماء و اہل قلم نے گرانقدر کتب تحریر فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابر کی خواہش تھی کہ ان رشحات قلم اور بکھرے ہوئے موتیوں کی آب دار مالا تیار کر دی جائے۔ اس نئی ترتیب میں جدید و قدیم قادیانی اعتراضات کے جامع و مانع مسکت' دندان شکن جوابات جمع کر دیئے جائیں۔ اکابر و اصاغر کی خواہش کے احترام میں یہ کام مولانا اللہ وسایا کے سپرد کیا گیا۔

خصوصیات:

کام کرنے کے لئے یہ خطوط متعین کیے گئے ہیں کہ:

الف............ عقیدہ ختم نبوت پر قرآن و سنت اور اجماع امت کے دلائل ہوں۔

ب............ مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک تمام بے دین و بد دین افراد و جماعتوں کے جملہ اعتراضات کے جوابات میں مناظرین اسلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب کو جمع کر دیا جائے۔

ج............ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ فاتح قادیان استاذ المناظرین مولانا محمد حیاتؒ کی عمر بھر کی ریاضت و فتنہ قادیانیت سے متعلق ان کی علمی محنت کو انہی کی نوٹ بکوں کی مدد سے مرتب کر دیا جائے۔

د............ پیر مہر علی شاہ گولڑوی' مولانا سید محمد علی مونگیری' مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری' مولانا مفتی حسن چاندپوری' مولانا مفتی محمد شفیع' مولانا محمد ادریس کاندھلوی' مولانا بدر عالم میرٹھی' مولانا عبدالغنی پٹیالوی' مولانا محمد چراغ' مولانا محمد مسلم دیوبندی' مولانا ثناء اللہ امرتسری' مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی' مولانا عبداللہ معمار نے قادیانی شبہات کے جوابات میں جو کچھ فرمایا وہ سب اس کتاب میں سمو دیا جائے۔

ہ............ مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے دوران تعلیم مولانا بشیر احمد فاضل پوری اور مولانا اللہ وسایا نے جو کچھ تحریری طور پر محفوظ کیا۔ اسی طرح مناظر اسلام فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی' حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا خدا بخش' مولانا جمال اللہ' مولانا منظور احمد' مولانا محمد اسماعیل اور دیگر حضرات نے جو کچھ پڑھا' مطبوعہ یا مخطوط جو بھی میسر آئے موقعہ بموقعہ اس کتاب میں شامل کر دیا جائے۔

تاکہ: یہ ایک ایسی دستاویز تیار ہو جائے جسے قادیانی شبہات کے جوابات کا انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جا سکے۔ الحمد للہ ان خطوط پر مولانا موصوف نے کام کیا۔ پہلا حصہ جو ختم نبوت کے مباحث پر مشتمل ہے۔ وہ تقریباً مکمل ہو گیا ہے۔ پاکٹ سائز کے تین صد سے زائد صفحات ہوں گے۔

اس وقت ختم نبوت پاکٹ بک کا یہ حصہ کمپوزنگ' پروف ریڈنگ کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ مولانا کی تمام مصروفیات معطل کر کے اس کام کی تکمیل پر لگا دیا گیا ہے۔ قارئین کرام! اللہ رب العزت کے حضور دعا فرمائیں کہ عالمی مجلس اس فرض و قرض سے جلد عہدہ برا ہو۔

دعا گو و جو (مولانا) عزیز الرحمٰن جالندھری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر ملتان پاکستان فون: 061-514122

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

~~ربوہ~~ چناب نگر

۱۸ ویں سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

۷/۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء
بمطابق ۲۵/۲۶ جمادی الثانی ۱۴۲۰ھ

زیر صدارت: مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ — عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علماء مشائخ
سیاسی قائدین
دانشور اور وکلاء
خطاب فرمائینگے

فون نمبرز	ملتان	اسلام آباد	گوجرانوالہ	لاہور	سرگودھا	فیصل آباد	ٹنڈو آدم	کراچی	ربوہ	کوئٹہ
	۵۱۴۱۲۲	۸۲۹۱۸۶	۲۱۵۶۶۳	۵۸۶۳۴۰۴	۷۱۰۴۷۴	۶۳۳۵۲۲	۷۱۶۱۳	۴۸۰۳۳۷	۲۱۳۶۱۱	۸۴۱۹۹۵

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

فون ۴۰۹۷۸
۴۳۳۳۸